مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال
ماہنامہ
معارف رضا
کراچی
نوری، 2005
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل رجسٹرڈ
اسلامی جمہوریہ پاکستان

ماہنامہ
شمارہ نمبر 1 جلد نمبر
مشاورت
علامہ ڈاکٹر
ریاست رسول
مدیر
نائب مدیر
سرکولیشن
شعبہ اشتہارات
کمپوزنگ/گرافکس

شمارہ نمبر 1 جلد نمبر 25 ذیقعد ۱۴۲۵ھ / جنوری 2005

دائرہ میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

چراغ علم جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
ماہنامہ "معارف رضا" کے خود بھی رکن بنئے اور اپنے احباب کے نام شمارہ جاری کروا کر چراغ علم جلائیے۔

خصوصی شمارہ -/100
سالانہ خریداروں کیلئے بلا قیمت

ھدیہ فی شمارہ	=/20 روپے
سالانہ	عام ڈاک سے /150، رجسٹرڈ ڈاک سے /300
بیرون ممالک	=/10 ڈالر سالانہ
لائف ممبر شپ	=/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں۔

25 / جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400) فون: 021-2725150
فیکس: 021-2732369، ای میل: marifraza@hotmail.com
marifraza_karachi@yahoo.com

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا خان سے شائع کیا)

آئینہ

تضمینِ جمیل

برنعتِ بے عدیل مصنفہ فاضل جلیل امام احمد رضا قدس سرہ

از: پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برقؔ داناپوری

ب کی طلب پہ شبِ اسریٰ اس شان سے عرشِ عُلا جانا
حضرت موسیٰ پر کئی بار وہاں آنا جانا !!!
شاہِ رُسُل احسان ترا رودادِ سفر فرما جانا !
یاتِ نَظِیرُكَ فِی نَظَرٍ مثلِ تونہ شد پیدا جانا!
راج کو تاج تو رے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

باح ظُلَم اے شمعِ هدٰی فَاقَ الرُّسُلا فَضلاً وَّ عُلا
نحوست کب سے ہوں کوئی رستہ نہ ابتک مجھ پہ کھلا
ت سے یو رلیش کفر کی ہے' ایمان کا حافظ اب ہے خدا
حر عَلَا وَ الموجُ طغٰے من بیکس و طوفاں ہوش رُبا
ہار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا

بندۂ عاجز و زار و زبوں نے پیر فقیر' رشی نہ مُنیِ
کہ اپنے ہی ہاتھوں سے پوشاک سیاہ عمل ہے بُنی
ہجر کے غم کا مارا ہوں فریاد مری نہ کسی نے سنی
شمسُ نَظَرتِ اِلیٰ لیلٰی چو بطیبه رسی عرضی بکنی
جوت کی جھل جھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

انسَبِ اَعلَی الحسب تری ذات هے وه بے مثل و بدل
کدۂ دنیا میں ہوا روشن جو ضیائے حق کا کنول
کی شمعیں جل اُٹھیں کیا چمکا لباسِ حسنِ عمل
بدرٌ فِي الوجه الاَجمل خط هالۂ مه' زلف ابرِ اجل
چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

الکرم مولیٰ النعم جنت نہ رہے کیوں زیرِ قدم
نام کی برکت سے شاها کا فور ہوئی شبِ رنج و الم
نور سراپا' رحمتِ حق' کوثر کے امیں' فخرِ آدم
فی عطشٍ و سخاك اتم اے گیسوئے پاك اے ابرِ کرم
ہارے رم جھم رم جھم دو بوند اِدھر بھی گرا جانا'

فمحمدنا هو سیدنا اسی نام سے میرے دل کی چمک
افلاک کی قندیلیں روشن' گلہائے چمن میں رنگ' مہک
وہ وجہ نمودِ ہستی ہیں وہ باعثِ کن فیکوں بے شک
یا قافلتی زیدی اجلك رحمے بر حسرت تشنه لبك
مورا جیرّا لرجے درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

سعت الشجر نطق الحجر شُد لات و هبل زیرِ قدمت
تابانیِ ماہِ چہار دہم شرما سی گئی زہ انوارِ رُخت
فرقت میں تری گھٹ گھٹ کے مری کچھ اور بھئی جر جر حالت
وَاهَا لِسُوَیعَاتٍ ذهبت آں عہدِ حضورِ بارگہت
جب یاد آوت مو ہے کر نہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا

شیطان کا جادو سر جو چڑھا دل میں اترا دنیا کا فسوں
ہر چار طرف دیدم مسدود اے وائے کہ راہِ نجات اکنوں
شرمندۂ عصیاں گریاں ہے کئے سر کو درِ اقدس پہ نگوں
القلب شج و الهم شجون دل زار چناں جاں زیرِ چنوں
پت اپنی بپت میں کا سے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

مفقود نہیں مریِ آتش دل نہ یہ سوزِ درونِ جگر عنقا
سینے کی لہو کی سرخی سے ہے صبح و مسا تو خجل شفقا
کیا حسرتِ ایماں لے کے گیا دنیا سے بن نو فل ورقا
الروح فداك فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا
مو را تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

کہتا ہے یہی ہر اہل قلم ہے ہوش یہ پڑھ کے دنگ مرا
وہ شاہِ سخن تھے شایاں تھا لکھتے جو اسے '' ارژنگ مرا ''
اس کوہِ گرانِ علم کے عجز نے برقؔ چھڑایا زنگ مرا
'' بس خامۂ خام نوائے رضاؔ نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبّا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا ''

اپنی بات

اسلامی نظامِ تعلیم

''اے در رخِ تو پیدا انوارِ بادشاہی''

سید وجاہت رسول قادری

قارئین کرام!

.........اسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاۃ

طلب وحصول علم کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ معلّم کائنات' اَعلَم ملکوت وانا س وجِنّات، عالمِ ما کان و ما یکون ' دُرَ الله اِلمکنو صاحب سورہ'' نٓ وَ الْقَلَم وَ مَا یَسْطر وْ نَ '' رحمۃ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر جوسب سے پہلی وحی نازل ہوئی یعنی "اقـراء با سم ربك الذی خلق " O وہ علم فضیلت پر دال ہے۔ خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشاد گرامی ہے ''ہر مسلمان مرد وعورت پر علم کا حصول فرض ہے'' (مفہوم) پھر اسی سورۂ علق میں جہاں "اق ء باسم ربك الذی خلق " فرما کر ''نعمتِ تخلیق'' کے عام ہونے کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ اس میں تمام انسان اور تمام مخلوق برابر کے شریک ہیں' ا نعمت کو محض رب کی طرف منسوب کیا گیا ہے، لیکن اس کے بعد ہی کلمۂ خطاب "اقـراء" دہرا کر جب نعمتِ علم کا ذکر کیا گیا تو "اقـراء و ربك الا کرم'' کہا جا رہا ہے۔

یہی بات خاص طور پر غور طلب اور سمجھنے کی ہے۔ ''نعمتِ علم'' کو نہ رب کی طرف منسوب کیا گیا نہ ''ربِ کریم'' کی طرف بلکہ اسے ''ربّ الاکرم'' کی طرف نسبت دی جا رہی ہے۔ بتانا مقصود یہ ہے کہ ''علم'' کی نعمت وہ نعمت ہے جو از حد کرم والے پروردگار کی کرم نوازی ہے۔ اس لئے یہ سب سے کرم ہے' اور جو علم ربّ الاکرم کی نسبت سے حاصل ہو وہی علم علمِ نافع اور حقیقی ہے۔

اور علم نافع وحقیقی وہ علم ہے جو اپنے حامل کو اپنے ''ربّ الاکرم'' کی معرفت عطا فرماتا ہے۔ جسے معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے دراصل وہ ہی صاحب فضل' صاحبِ کرامت اور صاحبِ علم وتقویٰ ہے۔ اسی بنیاد پر معلّمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے "اَلْعِلْمُ نُورٌ" فرمایا یعنی وہ خاص علم ہی نور ہے اور جو شے ا نور کے دائرے میں آگئی وہ منکشف ہوگئی اور جس سے یہ مرتسم ہو گیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی۔

قرآنِ حکیم نے سیدِ عالم معلّمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اَعلَمِ کائنات ہونے کا اعلان ان الفاظ میں کیا ہے'' اَلرَّحمٰنُ عَلَّم اُلقُراٰن O خَلَقَ الِا نسَا O عَلَّمه البَیَان O (الرحمن: ۵۵/۱تا۴)

یعنی سب سے بڑے رحم کرنے والے نے اپنے محبوب کو قرآن اور اس کے علوم ومعارف سکھائے' انسانیت کی جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا" ما کان و یکون " کا بیان انہیں سکھایا۔ اس طویل تمہید سے بتانا یہ مقصود ہے کہ علم وہی نافع ہے جس کا تعلق قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو وہی تعلیم نصاب ونظام فرد' معاشرہ' ملک اور انسانیت کیلئے مفید ہے جو بندہ کا رشتہ اپنے رب تعالیٰ' اس کی نازل کردہ ''الکتاب'' اور اس کے فرستادہ مر کائنات ''صاحب الکتاب'' صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑے' ورنہ......اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است''۔

آج کل ہمارے پیارے وطنِ مملکت خداداد جمہوریۂ اسلامیۂ پاکستان میں ایک بار پھر عوامی اور حکومتی سطح پر یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ ہمارا نظام تعلیم نظریۂ تعلیم' مقصدِ تعلیم اور نصاب تعلیم کیا ہونا چاہیے؟ قیام پاکستان کے ۵۷ سالہ تاریخ میں یہ کوئی پہلی بار نہیں بلکہ گذشتہ حکومتوں کے ادوار میں متعدد بار حکومتی اور عوامی سطحوں پر یہ سوال اُٹھایا جاتا رہا ہے کہ ہمارا مقصدِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کس نہج پر استوار کیا جائے؟۔ یقیناً ہماری تاریخ کا یہ ایک المیہ ہے کہ نصف صدی کا عرصہ گذرنے کے بعد بھی نہ تو اپنے نظریۂ تعلیم اور مقصدِ تعلیم کی جامع تعریف پیش کر سکے اور نہ ہی قوم کے نونہالوں کو

مربوط نظام تعلیم دے سکے۔

دوسری طرف ہمارے ملک میں اس وقت دو نصاب و نظام تعلیم متوازی چل رہے ہیں، جدید نصاب پر مبنی اسکول' کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم کا نظام' دوسرا مدارس دینیہ کے نصاب پر مبنی دینی تعلیم کا نصاب۔ عرفِ عام میں اول الذکر کو جدید نصاب و نظام تعلیم اور آخر الذکر کو دینی نصاب و نظام تعلیم کا نام دیا جاتا ہے اور دونوں میں تفاوت و تعارض اظہر من الشمس ہے۔

آج کل ''آغا خان تعلیمی بورڈ'' کا بڑا شہرہ ہے لیکن حکومتی سطح پر ابھی تک اس ضمن میں کوئی تفصیل نہیں بتائی جارہی ہے جس سے عوام الناس میں خدشات پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ حکومت ملک میں ایک سیکولر نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم رائج کرنے کا پروگرام بنارہی ہے کیوں کہ آغا خانی عقائد و نظریات کا عالم اسلام کے جمہور مسلمانوں (خصوصاً اھل سنت والجماعت) کے عقائد و نظریات سے جو اختلاف ہے وہ ظاہر و باھر ہے۔ یہ امر ایک آفاقی حقیقت ہے کہ آغا خانی ہو یا اسمٰعیلی' قوم جمہور مسلمانوں سے' عقائد و اعمال' افکار و نظریات' معاملات و معمولات میں کوئی قدر مشترک نہیں رکھتی ہے۔ بلکہ دیکھا جائے تو یہ لوگ ایک سیکولر ذہن آزادانہ روش اور لادین طرزِ زندگی کے حامل ہیں۔ لہذا ملک کے طول و عرض سے الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا میں عام مسلمان اس خدشے کا برملا اظہار کر رہے ہیں کہ ان کا مرتب کردہ نصاب و نظام تعلیم روح قرآنی آیاتِ کلام ربانی' جہاد فی سبیل اللہ اور دو قومی نظریہ کے ذکر سے یکسر خالی مگر مغربی طرزِ فکر اور تہذیب و تمدن کا شہکار ہوگا۔ اسطرح مسلمانان پاکستان کی آنے والی نسلوں کو برین واش کر کے مغربی تہذیب کا دلدادہ اور اپنے آبائے کرام بلکہ دین اسلام سے یکسر برگشتہ کر دیا جائے گا۔ اصحابِ فکر و تدبر کے علاوہ ایک عام مسلمان بھی شدت سے یہ محسوس کر رہا ہے کہ ستمبر گیارہ کے واقعات کے عواقب میں دنیائے عیسائیت و صیہونیت ایک منظّم اور طے شدہ پروگرام کے تحت مسلمانان عالم خصوصاً مسلمانانِ پاکستان کی دینی و فکری دھارے کا رخ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات قدسیہ سے موڑ کر مغربی طرزِ حیات کی چمک دمک (GLAMOUR) میں گم کرنا چاہتی ہے تاکہ مسلمان بزدل بن جائیں اور اپنا تشخص کھو بیٹھیں اور طاغوتی قوتیں چین سے گلوبائیزیشن کے پردے میں دنیا پر حکومت کر سکیں۔ اس سلسلے میں مسلمانوں ہی کے درمیان قادیانیت اور قادیانی نواز طبقے مسلمانوں کے بھیس میں دشمنانِ اسلام کے ایجنڈے کی تکمیل میں دستِ تعاون بڑھا رہے ہیں۔

دوسری طرف حکومت کی طرف سے مدارس اسلامیہ کے تعلیمی نصاب و نظام تعلیم کی تشکیل نو اور ترتیب جدید کیلئے دینی مدارس کی تنظیموں پر خاصا دباؤ ہے کہ حکومتِ وقت کی منشاء و مراد کے مطابق نصاب میں فوری طور پر تبدیلی کی جائے اور سینکڑوں برس سے قائم شدہ ایک مضبوط تعلیمی نظام کو محض خوشنودی یہود و نصاریٰ کیلئے تباہ و برباد کر دیا جائے۔ واضح ہو کہ درس نظامی کے تحت مدارس دینی کا نیٹ ورک دنیا کا وہ واحد سب سے بڑا تعلیمی نظام ہے جو بغیر کسی حکومتی اعانت کے ملک کے لاکھوں لاکھ بچوں بچیوں کی بنیادی اور اعلیٰ سطح کی تعلیمی ضروریات فی سبیل اللہ پوری کر رہا ہے بلکہ اس سسٹم کے تحت زیرِ تعلیم طلباء و طالبات کی روزمرہ زندگی کی دیگر ضرورتوں مثلاً پوشاک' خوراک' ہوسٹل' ماہانہ وظائف' و متفرق لوازماتِ تعلیم و تعلّم مثلاً درسیات و حوالہ جات کی کتب قلم و قرطاس اور متعلقہ اسٹیشنری کی سہولیات کی بلا معاوضہ فراہمی کا بھی ذمہ دار ہے۔ جبکہ اس کے برخلاف جدید تعلیمی نظام میں پرائمری سے لیکر کالج اور یونیورسٹی کی سطح تک کی تعلیم کیلئے بھاری بھرکم فیس طلباء یا ان کے والدین یا سرپرستوں سے وصول کی جاتی ہے۔ لہذا دشمنانِ اسلام کے بہکائے میں اگر درس نظامی کے صدیوں سے قائم سسٹم کی شکست و ریخت کی گئی یا مدارسِ اسلامی پر زبردستی قبضہ کیا گیا تو اس کے تباہ کن اثرات ملک و معاشرہ پر مرتب ہونگے۔ خصوصاً ہماری دیہی آبادی پر جو ہمارے ملک کی آبادی کا ۷۵ رفیصد حصہ بنتی ہے۔

دوسرے یہ کہ باوجود خرابیِ بسیار اور زوال پذیری کے' دینی نظامِ تعلیم کی آج بھی چند ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جو جدید تعلیمی نظام میں یا تو یکسر مفقود ہیں یا اکثر نایاب ہیں مثلاً معلّم و متعلّم کا اخلاص و ایثار فی سبیل اللہ' حق پسندی و حق پرستی' اعلائے کلمۃ الحق' احترامِ آدمیت و آدابِ مراتب' دینی تعلیمات اور اسلامی اقدار کی پاسداری' اسوۂ حسنہ' قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے تذکروں کی روشنی میں کردار سازی' پرسکون ماحول' نصاب کی

لازمی تکمیل، وقت اور وسائل کا بھرپور استعمال وغیرہ وغیرہ جبکہ جدید دانش گاہوں میں، اخلاقی بگاڑ روز افزوں ہے، اساتذہ وطلباء کا سیاسی جماعتوں اور فرقہ پرست گروہوں سے بلا روک ٹوک رابطوں کی وجہ سے جامعات غنڈہ گردی اور دہشت گردی کی آماجگاہ بنتی جارہی ہے۔ طلباء ذہنی انتشات کا شکار ہیں، درس وتدریس اور مطالعہ کا ماحول جس سکون واطمینان اور امن وامان کا متقاضی ہے وہ جدید جامعات میں مفقود ہوتا جارہا ہے وقت اور وسائل کی ضیاع، مخلوط تعلیم کے ماحول کا طلباء وطالبات کے کردار پر منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں جس سے جامعات میں درس وتدریس کا پاکیزہ ماحول پراگندہ ہورہا ہے۔

یہ حالات تشویش ناک ہیں۔ دینی حلقوں اور ان کے محبین عوام الناس کی کثیر تعداد میں اضطراب پیدا ہورہا ہے۔

جہاں تک دینی مدارس کے نصاب ونظام کی تشکیل وترتیب جدید کی بات ہے تو اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ دینی مدارس کے اساتذہ اور طلباء کو بھی کالج اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور طلباء کی طرح معاشرہ کا ایک مفید کارآمد اور باعزت فرد بنایا جائے۔ انہیں عوامی اور حکومتی سطح پر جائز مقام ملے۔

اس بات کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی کہ مدارسِ دینیہ کے نصاب ونظام کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے اور دورِ حاضر کے بہت سے نو دریافت اور معاشرتی اور مدنی زندگی کیلئے ناگزیر علوم اور روز افزاں وسائل وآلاتِ ابلاغ واستعلامات سے بھرپور استفادہ کیا جائے تاکہ ان مدارس کے طلباء واساتذہ تبلیغِ دین اور اشاعتِ علومِ اسلامی کے ساتھ ساتھ جدید دور کے باخبر شہری کی حیثیت سے زندگی کے ہر میدان میں بہتر کارکردگی دکھاسکیں لیکن جہاں تک اس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کا تعلق ہے تو ہم ملک کے اربابِ بست وکشاد تک بلاخوفِ لومۃ ولائم چند معروضات پیش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم سچی بات کا ابلاغ کریں تاکہ کسی بگاڑ یا خرابی کی قبل از وقوع اصلاح ہوسکے۔ دنیا کی ہر مہذب سوسائٹی اپنے نظریۂ حیات کے مطابق تعلیمی نظام مرتب کرتی ہے۔ مقاصد کا تعین پھر اسی کے پیش نظر کیا جاتا ہے لہٰذا نصاب تعلیم کا ازسرنو ڈھانچہ تیار کرنے سے پہلے ہمارے حکمرانوں کے ذہنوں میں یہ بات بالکل واضح ہونی چاہیے کہ پاکستان کی اساس اللہ تعالیٰ اور اس کے معظم ومکرم رسول ﷺ کی محبت یعنی اسلام اور محض اسلام پر ہے۔ اس لئے ہمارے نظامِ تعلیم کا محور بھی رضائے الٰہی اور حبِ رسول ﷺ ہونا چاہیے، پھر تعلیمی مقاصد بھی اسی کے تابع ہونگے۔ اس لئے تعلیمی پالیسی بناتے وقت اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں تاریخِ اسلام کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے۔ سید عالم محمد رسول ﷺ کے شیدائی جس ملک میں گئے تو ان کے ایک ہاتھ میں فتح ونصرت کا علم ہوتا تو دوسرے میں قرطاس وقلم۔ آپ تاریخ اُٹھا کر دیکھیں رسول اللہ ﷺ کے متوالے جس سرزمین میں بھی گئے وہاں بساطِ رزم لپیٹ کر بساطِ علم وفن اس طرح آراستہ کی کہ وہاں کے لوگوں کی دنیا سنوارنے کے ساتھ ساتھ دل کی کایا بھی پلٹ دی۔ کہاں کہاں چراغ علم حقیقی کی روشنی نہیں پھیلائی؟۔ اگر عربستان کے صحراؤں کو گل گلزار بنایا تو یورپ کے یخ بستہ پہاڑوں اور میدانوں کو علم وحکمت کی شاعوں سے توانائی وتابانی بخشی، افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جہاں سورج کی کرنیں بھی داخل نہیں ہوسکتیں تھیں اور جہاں وحشیوں کا راج تھا، علم وحکمت کے چراغ روشن کئے اور درندوں کو ایمان کا مجلّہ اور مصفّٰی لبادہ پہنا کر انسان بنایا۔

پھر یہ کہ جامع نظامِ تعلیم اور مربوط نصابِ تعلیم کی تشکیل کیلئے ضروری ہے کہ ہم محض ''سرمۂ افرنگ'' کی سحر آفرینی سے متاثر ملکی یا غیر ملکی ماہرین تعلیم یا دانشوروں کے خیالات وتجربات پر ہی بھروسہ نہ کریں بلکہ ہمیں تاریخ اسلام کے اپنے دور کے نامور مفکرین، علماء دانشور اور علم وفن کے اساتذہ شخصیات مثلاً علامہ سیوطی، ابن سینا، امام غزالی (علیہم الرحمۃ) کے افکار وخیالات اور مشاہدات وهدایات سے بھی بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

پھر یہ کہ ماضی قریب کے برصغیر کے اسلامی مفکرین، مثلاً مجدد الف ثانی، محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق قادری مجدد ومحدث دہلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی، عبدالعلی بحر علوم فرنگی محلی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی (علیہم الرحمۃ والرضوان) کے تعلیمی افکار ونظریات

کا مطالعہ بھی اس سلسلے میں بہت مفید اور حل الاشکال ثابت ہوگا۔

ایک اور عرض یہ ہے کہ حکومت جمہوریۂ اسلامیہ پاکستان جس طرح مدارس اسلامیہ کی اصلاح کیلئے کوشاں ہے کہ اس کے نصاب اور نظام تعلیم کو جدید عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اور مربوط کیا جائے یہاں کے اساتذہ اور طلباء کو بھی جدید دنیا کے مسائل اور اقتصادی، سائنسی اور سیاسی علوم سے آگا اور بہرہ ور رکھا جائے اور ابلاغ عامہ کی نت نئی ایجادات سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے مدارس اسلامیہ میں بھی تحقیق و تصنیف کے ذوق وشوق کو فروغ دیا جائے تاکہ اس نظام تعلیم کے فیض یافتہ اساتذہ اور طلباء ایک ذی وقار ہوشیار اور سمجھدار شہری کی حیثیت سے معاشرے میں مفید خدمات انجام دے سکیں، بالکل اسی طرح ان کی یہ بھی کوشش ہونی چاہیے بلکہ اس طرف انہیں زیادہ خاص توجہ دینی چاہیے کہ کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ بھی ایک اچھے مسلمان بن کر نکل سکیں۔ پرائمری اسکولوں سے لیکر یونیورسٹی تک کا نصاب اور نظامِ تعلیم ایسا مرتب کیا جائے کہ جب طالب علم فارغ التحصیل ہو کر نکلے تو وہ ایک اچھا ڈاکٹر، اچھا انجینئر، اچھا استاد، اچھا بینکر (Banker) اچھا تاجر (Business Man) وغیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا مسلمان بھی ہو جو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے پوری طرح واقف ہو، خشیت الٰہی اور محبت رسول ﷺ اس کے رگ و ریشے میں جاری و ساری ہو حلال و حرام سے اس طرح واقفیت رکھتا ہو کہ عملی زندگی میں آنے کے بعد جس پیشہ سے وابستہ ہو اس کے تمام جائز اور ناجائز امور سے کماحقہ آگاہ ہو کہ دیانت و امانت اور محنت وعدالت سے اپنا فریضۂ منصبی ادا کر سکے۔

ہم بدگمانی سے بچتے ہوئے اُمید کرتے ہیں کہ جدید نظامِ تعلیم کی تشکیل سے حکومت پاکستان کے بھی وہی مقاصد ہیں جو ہم نے مذکورہ سطور میں بیان کئے ہیں کہ ہمارے نونہال اول ایک اچھے مسلمان پھر ایک مفید باخبر شہری بنیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان نیک مقاصد کے حصول میں ہمیں من حیث القوم کامیابی عطا فرمائے اور ہمارے ملک پاکستان کو اسلام کی سربلندی کے لئے تاصبح قیامت قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ہم ملک کے ارباب حل وعقد پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کی مساجد و مدارس سے تعلق رکھنے والے افراد اس ملک کے خیر خواہ افراد ہیں چونکہ تحریکِ حصولِ پاکستان کی جدوجہد انہی کے بزرگوں نے کی ہے۔ یہ طبقہ ایک اندازِ حکیمانہ اور تندھی کے ساتھ علم و عرفان کے ابلاغ نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کے تدارک میں اخلاص و استقامت کے ساتھ مشغول ہے' نہ اسے ایوانِ حکومت پر قبضہ کی خواہش ہے اور نہ ہوس زر وسیم ہے۔ اس کی جدوجہد کا مقصد فقط اور فقط یہ ہے کہ یہ ملک اسلام اور سیدنا خیر الانام ﷺ کے نام پر بنا ہے اس کا اور اس میں بسنے والے مسلمانوں کا رشتہ اسلام' قرآن' اور صاحبِ قرآن ﷺ سے جڑا رہنا چاہیے اسی میں عافیت ہے۔ اس وقت گردوپیش میں یہودیت' نصرانیت' قادیانیت اور وہابیت کی پروردہ عسکریت پسندی' فکری' اقتصادی اور ثقافتی یلغار پاکستان اور مسلمانان پاکستان کے خرمن ایمان کو خاکستر کرنے کیلئے تاک میں بیٹھی ہے۔ ہمیں نہایت حکمت عملی کے ساتھ اس یلغار سے خود کو بچانا ہے اپنے پیارے وطن پاکستان' اہل پاکستان اور آنے والی نسلوں کو بھی بچانا ہے۔ ساتھ ہی دیگر ترقی یافتہ قوموں کے وسائل اور ایجادات سے استفادہ کرتے ہوئے ملک کو معاشی طور پر خوشحال تعلیمی اعتبار سے ترقی یافتہ اور دفاعی لحاظ سے ناقابل تسخیر بھی بنانا ہے۔ کشیدگی اور جارحیت کے موجودہ عالمی ماحول میں طاقتور قوموں سے نزاع یا بالمباشرہ ٹکراؤ سے احتراز کرتے ہوئے مذکرات اور گفت وشنید کے ذریعے تنازعات کو طے کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ دوسری طرف اسلام کے امن وسلامتی کے پیغام کے ابلاغ کیلئے تصوف کی تعلیمات و نظریات کو ذریعہ بنایا جائے اور ایسے افراد اور ادارے جو دھشت گردوں یا انتہا پسندوں کی پناہ گاہیں ہیں یا ان کی مددگار ہیں حکومتِ وقت کو چاہیے کہ انہیں پہچانیں اور انہیں سرکاری اداروں' حکومتی ایوانوں اور دینی اداروں کے دھاروں سے نکال باھر کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین ودنیا کی عافیت اور ایمان کی سلامتی اور ہمارے ''اولوالامر'' حضرات کو فہم و فراست اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔
(آمین) بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

درحشمتِ سلیمان ہر کس کہ شک نماید .... بر عقل و دانشِ او خندند مرغ و ماھی

تمہارا ربّ عزوجل فرماتا ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ

معارف قرآن

گذشتہ سے پیوستہ

اور فرماتا ہے:

اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَه' هَوٰیهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (پ۲۵، ع ۱۹، سورہ الجاثیہ)

''بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھادی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ کے بعد، تو کیا تم دھیان نہیں کرتے؟''۔

اور فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ط بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ط وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ہ (پ۲۸، ع ۱۰، سورہ الجمعہ)

''وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا پھر انھوں نے اسے نہ اُٹھایا ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں، کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا''

اور فرماتا ہے:

وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ہ وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ج فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ط ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ج فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ہ سَآءَ مَثَلَا نِ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ہ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ ج وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ O

''انہیں پڑھ کر سنا خبر اس کی جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا وہ ان سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا کہ گمراہ ہو گیا اور ہم چاہتے تو اس علم کے باعث اسے گرے سے اُٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا پیرو ہو گیا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہمارا یہ ارشاد بیان کر یہ شاید لوگ سوچیں، کیا برا حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے تھے جسے خدا ہدایت کرے وہی راہ پائے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر نقصان میں ہیں''۔

یعنی ہدایت کچھ علم پر نہیں خدا کے اختیار ہے یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں یہاں تک کہ

یث میں ہے' دوزخ کے فرشتے بت پرستوں سے پہلے انہیں گے یہ کہیں گے کیا ہمیں بت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ملے گا "لیس من یعلم کم لا یعلم" جاننے والے اور برابر نہیں! بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا ہے' نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی رث ہو یا شیطان کا؟ اس وقت اس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی۔ س کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔

صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے ہبوں کے علماء پھر اس کا کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہوا سے عالم ین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالم دین جان کر اس کی تعظیم۔ بھائیو! علم وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا پنے یہاں کے عالم نہیں۔ ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان س کی تعظیم کرے گا؟ اسے تو معلّم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو سکھاتا تھا۔ جب سے اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے منہ ا حضور کا نور کہ پیشانی آدم علیہ السلام میں رکھا گیا، اسے سجدہ ، اس وقت سے لعنت ابدی کا طوق اس کے گلے میں پڑا، دیکھو سے اس کے شاگردان رشید اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں۔ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہر رمضان میں مہینہ بھر اسے زنجیروں جکڑتے ہیں' قیامت کے دن کھینچ کر جہنم میں دھکیل دیں گے۔

ل سے علم کا جواب بھی واضح ہوگیا اور استاذی کا بھی بھائیو کروڑ ڑ افسوس ہے اس ادعائے مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقعت ہو، اللہ رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست، یا دنیا میں کسی کی محبت ہو، اے رے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب ﷺ کی سچی عزت و رحمت کا، آمین۔

فرقۂ دوم

معاندین و دشمنانِ دین کہ خود انکارِ ضروریاتِ دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نام کفر مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا و رسول و ایمان کے ساتھ تمسخر کرتے اور براہ راہ اغوا و تلبیس و شیوۂ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریاتِ دین ماننے کی قید اُٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے، بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے' چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے' اسلام کسی طرح نہ جائے۔

بَلۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَقَلِيۡلًا مَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ہ

یہ مسلمانوں کے دشمن، اسلام کے عدو، عوام کو چھلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں۔ مکر اوّل اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایا **من قال لا الٰه الا الله دخل الجنة** "جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا" پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہوسکتا ہے؟

☆☆ ☆☆

حواشی : ۱؎ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲، ص ۴۵۵ زیر قولہ **تعالٰی تلك الرسل فضلنا ان الملٰئكة امروا با السجود لاٰدم لاجل ان نور محمد صلی الله علیه وسلم فی جبهة ادم۔** تفسیر نیشا پوری ج ۳ ص **سجود الملٰئكة لاٰدم انما كان لاجل نور محمد صلی الله علیه وسلم الذی كان فی جبهته** دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ صلوٰۃ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ پیشانی میں نور محمد رسول اللہ ﷺ تھا۔ ۱۲ منہ

معارف حدیث
من افاضات امام احمد رضا

۴۔ سنت کی اہمیت

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی

(گذشتہ سے پیوستہ)

چار چیزیں سنت سے ہیں

۶۵۔ عن أبی أیوب الأنصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ، اَلْخِتَانُ وَ التَّعَطُّرُ وَ النِّكَاحُ وَ السِّوَاكُ (فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۲۲۶)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں انبیاء کرام کی سنت ہیں۔ ختنہ خوشبو کا استعمال، نکاح اور مسواک۔ ۱۲م

(۵) اہل سنت حق پر ہیں

۶۶۔ عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: سَیَأْتِیْ عَلٰی أُمَّتِیْ مَا أَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِثْلاً بِمِثْلٍ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، وَ اِنَّهُمْ تَفَرَّقُوْا عَلٰی اِثْنَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّةً، كُلُّهَا فِی النَّارِ غَیْرُ وَاحِدَةٍ فَقِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَ مَا تِلْكَ الْوَاحِدَةُ، قَالَ: مَا نَحْنُ عَلَیْهِ الْیَوْمَ وَ أَصْحَابِیْ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کے عنقریب وہی حالات ہونگے جو بنی اسرائیل کے گزرے وہ تو بہتر جماعتوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور عنقریب میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب جہنمی ہونگے ایک کے سوا عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ ایک فرقہ کون ہوگا؟ فرمایا: جس طریقے پر آج میں اور میرے صحابہ چل رہے ہیں وہ اسی پر گامزن ہوگا۔ ۱۲م

(۷) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

اس پہچان کی رو سے بھی غیر مقلدین اہل حق سے نہیں کہ اجماع، قیاس اور تقلید کا اثبات جو طریقہ صحابہ کرام کا تھا یہ اس سے منکر ہیں (اظہار الحق الجلی ص ۴)

(۵) بدعت

(۱) بدعت و ضلالت

۶۷۔ عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یُنْقِصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَیْئًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو: کسی امر ضلالت کی طرف بلائے تو جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۲۱۳)

(۲) بدعت کی مذمت

۶۸۔ عن حذیفه بن الیمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَلٰوةً وَ لَا صَوْمًا وَ لَا صَدَقَةً وَ لَا حَجًّا وَ لَا عُمْرَةً وَ لَا جِهَادًا وَ لَا صَرْفًا وَ لَا عَدْلًا، یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِیْنِ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کی نہ نماز قبول فرماتا ہے اور نہ روزہ، اور نہ زکوۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ فرض، نہ نفل۔ بدمذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔

(فتاویٰ رضویہ ۳/۲۹۳)

(۳) بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ

۶۴۔ عن أبی حجیفة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه تعالیٰ صلی اللّٰه علیه وسلم: مَن سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مِثْلَ أُجُورِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِ هِمْ شَيْئاً، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ مِثْلَ أَوْزَارِهِمْ مِن غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِن أَوْزَارِهِمْ شَيْئاً۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا کہ اس کے بعد لوگ اس پر عمل پیرا ہوئے تو سب عمل کرنے والوں کے برابر اسکو ثواب ملے گا اور انکے ثواب میں کوئی کمی نہ ہو گی اور جس نے برا طریقہ نکالا کہ لوگ اس روش کے بعد اس پہ چلے تو سب کا گناہ اس کے سر ہوگا جبکہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ ۱۲م

حواشی

۶۵۔ الجامع للترمذی، النکاح ۱ / ۱۲۸

☆المسند لا حمد بن حنبل ۵ / ۴۲۱

☆الجامع الصغیر للسیوطی، ۱ / ۶۲

☆تلخیص الحبیر لا بن حجر ۱ / ۶۶

☆اتحاف الاسادة للزبیدی، ۸ / ۲۸

☆الترغیب و التترهیب للمنذری ۱ / ۱۶۶

۶۶۔ تاریخ دمشق لا بن عساکر ۴ / ۱۸۱

☆کنز العمال للمتقی ۵۷-۱۰۱، ۱ / ۲۱۰

☆المسند لا حمد بن حنبل، ۲ / ۳۳۲

☆تاریخ بغداد للخطیب ۱۳ / ۳۱۰

☆مجمع الزوائد للهیشمی ۱ / ۱۸۹

☆الفوائد المجموعة للشوکانی ۵۰۲

☆اتحاف السادة للزبیدی ۸ / ۱۴۰

☆الاسرار المرفوعة للقاری ۱۶۱

☆تذکرة الموضوعات للفتنی ۱۵

☆الالی المصنوعة للسیوطی ۱ / ۱۲۸

☆المستدرک للحاکم ۴ / ۴۳۰

☆التفسیر لا بن کثیر ۴ / ۲۹۱

☆مسند الربیع حبیب، ۱ / ۱۳

☆شرف اصحاب الحدیث للخطیب ۴۰

۶۷۔ الصحیح للمسلم العلم، ۲ / ۳۴۱

☆السنن لا بن ماجه، المقدمة ۱ / ۱۹

☆الجامع للترمذی، العلم، ۲ / ۹۲

☆السنن لا بی داؤد، السنة، ۲ / ۶۳۵

☆المسند لا حمد بن حنبل ۲ / ۳۹۷

☆السنة لا بن ابی عاصم ۱ / ۵۲

۶۸۔ السنن لا بن ماجه، المقدمة، ۱ / ۶

☆الترغیب و الترهیب للمنذری ۱ / ۸۷

☆کنز العمال للمتقی ۱۱۰۸، ۱ / ۲۲۰

۶۹۔ السنن لا بن ماجه، المقدمه ۱ / ۱۹

☆☆☆..............☆☆☆

معارف القلوب

کلمات اجابت

(گذشتہ سے پیوستہ)

مصنف : رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح : امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی : مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

قول رضا : یہاں بیس بشارتیں ہیں۔ نو حضرت مصنف علامہ قدس سرہ نے ذکر فرمائیں اور گیارہ فقیر سگِ کوئے قادری غفر اللّٰہ تعالیٰ لہ نے بڑھائیں۔

بشارت ۱: حدیث شریف میں آیہ کریمہ لا اِلٰہَ اِلا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ O (۱۷۳) کی نسبت فرمایا۔ ''یہ اسم اعظم ہے جو اس کے ساتھ دعا کرے، قبول ہو۔ علماء فرماتے ہیں آیہ کریمہ قبول دعا خصوصاً دفع بلا میں اثر تمام رکھتی ہے۔

قول رضا: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم نہ بتادوں کہ جب وہ اس سے پکارا جائے، اجابت کرے (۱۷۴) جب اس سے سوال کیا جائے، عطا فرمائے۔ وہ وہ دعا ہے جو یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین تاریکیوں میں کی تھی۔ لا اِلٰـہَ اِلا اَنْـتَ سُبْحٰنَکَ اِنّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ O

کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ خاص یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تھا یا سب مسلمانوں کیلئے ہے۔ فرمایا، مگر تو نے خدا تعالیٰ کا ارشاد نہ سنا کہ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَ نَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۷۵)

یعنی ''پس ہم نے یونس کی دعا قبول فرمائی اور اسے غم سے نجات دی اور یونہی نجات دیں گے ایمان والوں کو۔''

رواہ احمد و الترمذی و النسائی و الحاکم مطو لا اللفظ لہ و البیھقی و الضیاء فی المختارۃ)

بشارت ۲: سید عالم ﷺ نے ایک شخص کو کہتے سنا۔
اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْئَلُکَ بِاَنّی اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ الاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ O (۱۷۶)

ارشاد فرمایا۔ ''قسم خدا کی تو نے اللہ تعالیٰ سے وہ اسم اعظم لے کر سوال کیا کہ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس سے دعا کی جاتی ہے، قبول فرماتا ہے''۔

قول رضا: رواہ احمد و ابن ابی شیبہ و ابوداؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجۃ و ابن حبان و الحاکم۔

امام ابوالحسن علی مقدسی و امام عبدالعظیم منذری و امام ابن حجر عسقلانی وغیرہم آئمہ رحمھم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''اس حدیث کی اسناد میں کوئی طعن نہیں اور در بارہ اسم اعظم یہ سب احادیث میں آیا، اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لا اِلٰہَ اِلا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (۱۷۷) اور الٓمّٓ اللّٰہُ لا اِلٰہَ اِلا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ (۱۷۸)

قول رضا : رواہ ابن ابی شیبہ و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجۃ عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

بشارت ۴: بعض علماء یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ) (۱۷۹) کواسم اعظم کہتے ہیں۔

قول رضا: سری بن یحیٰ قدس سرہ بعض اولیاء سے راوی میں دعا کرتا تھا اللہ تعالیٰ سے کہ مجھے اسم اعظم دکھا دے۔ مجھے آسمان میں ایک ستارہ نظر پڑا جس پر لکھا تھا۔ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ)

بشارت ۵: بعض علماء نے یَا اللّٰہ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ کواسم اعظم کہا۔

بشارت ۶: حضور اقدس ﷺ نے زید بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دعا کرتے سنا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔

فرمایا: یہ اللہ کا وہ اسم ہے کہ جب اسے پکارا جائے، اجابت کرے اور جب مانگا جائے عطا فرمائے''۔

اخرجه احمد و ابن ابی شیبة و الاربعة و ابن حبان و الحاکم عن انس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه

بشارت ۷: حدیث میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ اللّٰہَ وَ اَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَ اَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِیْمَ وَ اَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ (۱۸۱)

نبی ﷺ نے فرمایا۔ ''ان میں اسم اعظم ہے''۔ رواہ ابن ماجۃ۔

بشارت ۸: ابودرداء وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''اسم اعظم رَبِّ رَبِّ ہے۔ رواہ الحاکم۔

حدیث میں آیا نبی ﷺ نے فرمایا۔ جب بندہ یا رَبِّ یا رب کہتا ہے۔ رب عزوجل فرماتا ہے لبیک۔ ''اے میرے بندے مانگ کہ تجھے دیا جائے''۔ رواه ابن ابی الدنیا عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها۔

بشارت ۹۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسم اعظم اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ الَّذِیْ لا اِلٰہ الا ھو رَبُّ الْعَرْشِ العظیم (۱۸۲)

بشارت ۱۰: (۱۸۳) ابوامامہ باہلی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد قاسم بن عبدالرحمٰن شامی کہتے ہیں۔ اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (۱۸۴) ہے

بشارت ۱۱: امام قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل فرمایا۔ ''اسم عظم کلمہ توحید ہے''۔

بشارت ۱۲: امام فخر الدین رازی و بعض صوفیائے کرام نے کلمہ ھو کو اسم اعظم بتایا۔

بشارت ۱۳: جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اللّٰہ اسم اعظم ہے۔ کذا عراه الیهم القاری۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ شرط یہ ہے تو اللہ کہے اور اس وقت تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ ہو۔

بشارت ۱۴: بعض علماء نے بسم اللہ شریف کو اسم اعظم کہا۔

حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کہ بسم اللّٰہ زبانِ عارف سے ایسی ہے جیسے کُن کلامِ خالق سے۔

بشارت ۱۵: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان پانچ کلموں سے ندا کرے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ عزوجل عطا فرمائے۔

لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ وَ اللّٰہ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَحْدَہٗ لا شَرِیْكَ لَہٗ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر لا اِلٰہ اللّٰہ الا اللّٰہ ولا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۝ (۱۸۵)

بشارت۱۶: اور گزرا کہ جو شخص یا ارحم الراحمین تین بار کہے' فرشتہ کہتا ہے۔ مانگ کہ ارحم الراحمین نے تیری طرف توجہ فرمائی۔

بشارت۱۷: پانچ بار یا ربنا کہنے کا فضل امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزرا۔

بشارت۱۸: یہی خاصیت اسمائے حسنیٰ کی ہے ۔

بشارت۱۹: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو یا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَام (۱۸۶) کہتے سنا' فرمایا مانگ کہ تیری دعا قبول ہوئی۔

بشارت۲۰: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا جبرائیل میرے پاس کچھ دعائیں لائے اور عرض کی جب کوئی حاجت پیش آئے' انہیں پڑھ کر دعا مانگئے۔

یَا بَدِیعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَام یَا صَرِیْخَ مُسْتَصْرِخِیْنَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَاکَاشِفَ السُّوْءِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ یَا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ بِكَ اُنْزِلُ حَاجَتِیْ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا فَاقْضِهَا (۱۸۷)

حواشی

(۱۷۳) معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا' سورۃ الانبیاء' آیت ۸۷' ترجمہ (کنز الایمان)

(۱۷۴) یعنی قبول فرمائے۔

(۱۷۵) سورۃ الانبیاء' آیت ۸۸۔

(۱۷۶) اے اللہ عزوجل میں تجھ سے اپنی اس گواہی کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ بے شک تو ہی معبود ہے' کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر تو اکیلا و بے نیاز نہ جس کی کوئی اولاد اور نہ جو کسی سے پیدا ہوا اور نہ جس کے جوڑ کا کوئی۔

(۱۷۷) تمہارا معبود ایک معبود ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۳' ترجمہ (کنز الایمان)

(۱۷۸) اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں' آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا' سورۃ آلِ عمران' آیت ۱۶۳ ترجمہ (کنز الایمان)۔

(۱۷۹) اے آسمانوں اور زمین کو ابتداءً پیدا فرمانے والے! عظمت و بزرگی والے!۔

(۱۸۰) اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے اس بات کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ سب خوبیاں تجھی کو ہیں' کوئی معبود نہیں مگر تو اکیلا' تیرا کوئی شریک نہیں اے مہربان! اے بہت احسان فرمانے والے! اے آسمانوں اور زمین کو ابتداءً پیدا فرمانے والے! اے عظمت و بزرگی والے! اے اپنے آپ زندہ! اے دوسروں کو قائم رکھنے والے۔

(۱۸۱) اے اللہ عزوجل میں تجھ سے دعا کرتی ہوں اے اللہ! اور تجھے پکارتی ہوں اے بڑے مہربان اور تجھ سے سوال کرتی ہوں احسان و مہربانی فرمانے والے اور تیرے سب اچھے ناموں کے وسیلے سے تجھ سے دعا کرتی ہوں جن ناموں کو میں جانتی ہوں اور جنہیں نہیں جانتی تو میری مغفرت اور مجھ پر مہربانی فرما۔

(۱۸۲) اللہ' اللہ' اللہ عزوجل وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

(۱۸۳) بشارت ۱۰ تا ۲۰ شارح یعنی مجدد اعظم احمد رضا علیہ الرحمہ کی ذکر فرمودہ ہیں۔

(۱۸۴) آپ زندہ' اوروں کو قائم رکھنے والا ہے۔

............☆☆☆............

اُسوۂ حسنہ کے چراغ

معارف اسلام (اسلامی معلومات کا خزانہ)

گذشتہ سے پیوستہ

مرتب: علامہ سید آل حسنین میاں قادری برکاتی*

﴿۱۹۲﴾ حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر میں اتارتے وقت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوشِ غم میں قبر سے کہا اے قبر تجھے کچھ خبر بھی ہے یہ بیٹی ہیں رسول اللہ ﷺ کی، یہ بیوی ہیں علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی، یہ ماں ہیں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی۔ یہ فاطمہ الزہرا ہیں جنت کی بیویوں کی سردار۔ قبر سے آواز آئی اے ابوذر، قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہے یہاں تو نیک اعمال کر ذکر کرو، یہاں تو وہی آرام پائے گا جس کے کثیر اعمال نیک ہونگے اور جس کا دل مسلمان ہو۔

﴿۱۹۳﴾ حضرت عباس بن عبد المطلب حضور ﷺ کے حقیقی چچا ہیں اسلام پہلے لا چکے تھے بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے تھے اپنی ہجرت کے دن اسلام ظاہر کیا۔ آپ آخرین مہاجر ہیں۔

﴿۱۹۴﴾ ابو طالب حضور ﷺ کی حقانیت کے قائل تھے انہوں نے حضور ﷺ کی بڑی خدمتیں کی ان کے ایمان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے چونکہ انہوں نے زبان سے کلمہ نہ پڑھا تھا اس لئے شرعاً انہیں مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔

﴿۱۹۵﴾ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی نو بیویاں ہوئیں۔ سید فاطمہ الزہرا، ام بنین، لیلیٰ بنت ام سعود، اسماء بنت عمیس، امامہ بنت ابی العاص، خولہ بنت جعفر، صہبا بنت ربیعہ، ام سعید بنت عروہ، محیاء بنت امراء القیس، ان بیویوں سے بارہ بیٹے اور نو لڑکیاں ہوئیں جن میں سے حضرت حسنین، سیدہ زینب، سیدہ اُم کلثوم حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہیں۔

﴿۱۹۶﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گنبد خضریٰ میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن ہونے کے بعد پردے کے ساتھ جاتی تھیں اور فرماتی تھیں میں عمر سے حیا کرتی ہوں۔

﴿۱۹۷﴾ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس ﷺ نے آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ آپ حضور ﷺ کے بڑے چہیتے تھے یہاں تک کہ آپ کا شمار اہل بیت میں ہوتا ہے۔

﴿۱۹۸﴾ حضور اقدس ﷺ نے حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہاتھی دانت کے کنگن پہنائے۔

﴿۱۹۹﴾ حضرت بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو استقرار حمل بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ میں ہوا کہ حضرت عبد اللہ جمار کی رمی کر کے آئے اور مقاربت کی مگر در حقیقت وہ رجب کا مہینہ تھا جسے کفار نے اس سال ذی الحجہ قرار دے کر حج کر لیا تھا اس حساب سے ربیع الاول تک نو ماہ ہوتے ہیں۔

﴿۲۰۰﴾ حضور ﷺ کی ازواج کا مہر پانچ سو درہم تھا جو آج کے حساب سے تقریباً ساڑھے چار ہزار روپے ہوتا ہے۔

﴿۲۰۱﴾ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو مثقال یعنی ڈیڑھ سو تولہ چاندی تھا۔

﴿۲۰۲﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔

*(سجادہ نشین: آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ انڈیا)

﴿۲۰۳﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بحالت جنابت مسجد میں آنے کی اجازت تھی۔

﴿۲۰۴﴾ نبی کریم ﷺ بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ان کی وفات کے بعد قربانی کراتے تھے اور اس کا گوشت ان مرحومہ کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے۔

﴿۲۰۵﴾ جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے صرف حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہی غسل دیا۔ اس پر صحابہ کرام نے اعتراض کیا آپ نے فرمایا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے علی فاطمہ تمہاری دنیا و آخرت میں بیوی ہیں سو میرا نکاح ان کی وفات سے ٹوٹا ہی نہیں یہ مولیٰ علی کی خصوصیات تھیں۔ آپ نے اپنی اور کسی بیوی کو غسل نہیں دیا۔

﴿۲۰۶﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب حیدر کرار ہے یعنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا شیر۔

﴿۲۰۷﴾ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت شعبان سن تین ہجری کی تیسری تاریخ (بدھ کا روز بھی لکھا) ہے

﴿۲۰۸﴾ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارک چھ مہینے میں ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اور کسی خاصۂ خدا کو یہ شرف نہیں ملا۔

﴿۲۰۹﴾ سرکار شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ ہر شب میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسے آپ کے صاحب زادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

﴿۲۱۰﴾ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام عمر میں پچیس حج ادا کئے اور سب پیدل۔

﴿۲۱۱﴾ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کے بیس بیٹوں میں سے سات بیٹے معرکہ کربلا میں شریک تھے از انجملہ پانچ شہادت پر فائز ہوئے۔

﴿۲۱۲﴾ معرکہ کربلا میں حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید کی فوجوں کا تناسب علی الترتیب بہتر اور تیس ہزار تھا

﴿۲۱۳﴾ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام میمون تھا اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں میں سب سے اچھا تھا۔ امام عالی مقام کی شہادت کے بعد فرات میں ڈوب کر مرگیا۔

﴿۲۱۴﴾ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے شاعر یحییٰ بن حکم وغیرہ اور دروازے کے نگہبان اسعد ہجری تھے۔

﴿۲۱۵﴾ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عاشوراء محرم جمعہ ۶۱ھ بعد نصف النہار ہوئی۔ عمر شریف وقت شہادت ۵۶ برس پانچ ماہ پانچ دن تھی۔

﴿۲۱۶﴾ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں اور جب تک دنیا میں رہیں مطلق نہ ہنسیں۔

﴿۲۱۷۔الف﴾ حضر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا تھا جس سے حضرت امام کی شہادت واقع ہوئی۔

﴿۲۱۷﴾ ابو الہب کی لونڈی ثوبیہ نے حضور ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔

﴿۲۱۸﴾ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب لڑائی میں آپ کے تیر لگ جاتے تو انہیں نکالنے کا کام نماز کی حالت میں ہی کیا جاتا۔

﴿۲۱۹﴾ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ کی ننہال ہندوستان تھی۔

﴿۲۲۰﴾ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی الہ عنہا سے مروی ہے کہ رمضان کے ختم تک حضور ﷺ بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

معارف رضویات

متکلم اسلام مولانا احمد رضا خاں اور فلسفہ باطلہ کا ابطال ....

ڈاکٹر رضا الرحمٰن عاکفؔ سنبھلی*

فلسفہ کے اوہام باطلہ اور منظومات فاسدہ نے اسلامی عقائد پر کتنا برُا اثر ڈالا ہے۔ اس کا اندازہ اہل فکر ونظر کو بخوبی ہوگا۔ قوم وملت کی اس اہم ضرورت کا احساس فرماتے ہوئے ہی فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر بھی عمدہ تحقیقات کی ہیں۔ اس فن میں بھی یوں تو آپ نے بہت کچھ تحقیقی کام کیا ہے مگر آپ کی تصنیف "الکلمة الملهمة فی الحکمة المحکمة لو هاء الفلسفه المشئمه" بہت ہی اہمیت کی حامل ہے اس کتاب میں فلسفہ قدیمہ کے ابطال ورد میں بڑی عمدہ تحقیقات ملتی ہیں جن میں سے ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

خدائے ذوالجلال اپنی خالقیت میں یگانہ وواحد ہے اور کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے اس بات کا اثبات اسلامی دلائل کی روشنی میں بالکل واضح ہے، لیکن اس کے برخلاف فلاسفہ کا یہ گمان فاسد ہے کہ واجب تعالیٰ کے ساتھ ہی عقول بھی شریک تخلیق ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف عقل اول کو پیدا کیا اور اس کی تخلیق کے بعد (معاذ اللہ) وہ ناکارہ ومعطل ہوگیا اس کے بعد عقل اول نے عقل ثانی کو پیدا کیا اس کے ساتھ ہی فلک تاسع کو عالم وجود میں لایا گیا۔ عقل ثانی نے عقل ثالث اور فلک ثامن کو پیدا کیا۔ یونہی ہر عقل ایک عقل اور ایک فلک بناتی آئی یہاں تک کہ عقل تاسع نے عقل عاشر اور فلک وقمر بنائے پھر عقل عاشر نے تمام دنیا کی تخلیق کی اور اسے ہی وہ پوری طرح فعال مانتے ہیں اور دنیا کے تمام افعال و تغیرات کا اسے ہی موجد ٹھہراتے ہیں۔ اپنے اس دعوے کے اثبات میں وہ حضرات یہ شبہ پیش کرتے ہیں۔

"واجب تعالیٰ واحد محض ہے اور جو واحد محض ہوتا ہے اس کے لئے تعدد جہات بھی نہیں ہوتا ہے۔ لہذا واجب تعالیٰ کے لئے بھی تعدّ دِ جہات نہ ہوگا اور چونکہ خالق اشیاء متعددہ فرض کئے جانے کی صورت میں تعدّ دِ جہات لازم آئے گا۔ اس لئے واجب تعالیٰ سے شئے واحد کے علاوہ دوسری اشیاء کا صدور محال ہوگا''۔

فلاسفہ کے اس اعتراض جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے اور اس کی صفات عالیہ کا انکار کیا ہے کا جواب دینے سے پہلے اعلحضرت امام اہلسنت ان پر الزامی سوال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

''وہ خبثاء اپنے اس مطلب پر پہلے کوئی دلیل لائیں جس کے رد میں ہمارے اکثر متکلمین مصروف ہوئے اور لِمَـا وَلَا نُسَلِّمْ کا سلسلہ بڑھا۔ حالانکہ اس دعوے ودلیل کو ہاتھ لگانے کی اصلاً حاجت نہ تھی ہمیں نہ کچھ مضر تھا اور نہ ہی اُن مشرکین کو کچھ نافع تھا''۔

یہ تو الزامی سوال تھا جس میں امام اہلسنت نے فلسفہ باطلہ کے پیروؤں سے اپنے اس مذکورہ بالا دعوے پر دلیل لانے کا چلینج دیا ہے۔ اور انشاء اللہ یقین کامل ہے کہ یہ عقل کے اندھے اور شعور سے بیگانے قیامت تک بھی اس میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ اس کے ساتھ مولانا محترم نے اس کا بڑا ہی مدلل ومسکت جواب دیا ہے جو چار بڑے ہی اہم دلائل وبراہین پر مشتمل ہے اور اپنے اندر پوری طرح مکمل ہے۔ قارئین کی دلچسپی اور اضافہ معلومات کیلئے اسے یہاں پر ہم ان کی کتاب "الکلمة الملهمه ......" سے نقل کررہے ہیں۔

برُہان اول: ان خبثا سے پوچھا گیا کہ عقل اول بھی تو ایک ہی چیز ہے ان سے دو (۲) بلکہ ابن سینا کے ظاہر کلام پر پانچ کس طرح صادر ہوئے؟ (۱) عقل ثانی۔ (۲) فلک تاسع (۳) اس کی صورت (۴) اس کا نفس مجردہ (۵) نفس مطبعہ۔

یہ فلسقی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ عقل اول اگرچہ اپنی ذات میں واحد ہے مگر وہ جہات واعتبارات رکھتی ہے۔ اب مضطرب ہوئے کیوں کہ اس پر بھی متفق نہ ہوسکے بلکہ کسی نے دو جہتیں رکھیں۔

* ریسرچ ایسوسی ایٹ اینڈ جرنلسٹ، سنبھل، مرادآباد، انڈیا

(۱) مکان ذاتی (۲) وجوب بالغیر اوران دو جہتوں سے ہی فلک اور عقل صادر ہوئے۔ بعض بولے کہ فلک میں نرا جسم ہی تو نہیں نفس بھی تو ہے تو کیا دو جہتیں کافی ہوں گی انہوں نے تیسری کا اور اضافہ کیا اور اس کا نام رکھا ''وجود فی نفسہ'' اس کے بعد کچھ اور فلسفی چونکے انہوں نے کہا جسمِ فلک میں دو اور جوہر ہوتے ہیں جن کو ''ھیولیٰ اورصورت'' کہا گیا ہے اس طرح اس میں چوتھی صفت کا اضافہ ہوا۔ بعض نے شاید یہ خیال کیا کہ ابھی نفس منطبعہ رہ گیا انہوں نے پانچویں کا اور اضافہ کیا اور اس کا نام رکھا ''عقل کا اپنے آپ کو جاننا'' فلاسفہ کے اس بے بنیاد دعوے پر امام فلسفہ و منطق مولانا احمد رضا خاں نے بڑا بلیغ اعتراض کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

''اے سفیہو! ...... ایسے جہات کیا مبداءِ اول میں نہیں؟ ہمارے نزدیک بھی تو خدا کا (۱) وجود ہے (۲) وجوب ہے (۳) اپنی ذاتِ کریم کو جانتا ہے (۴) اپنے ہر غیر کو جانتا ہے (۵) نہ جوہر ہے (۶) نہ عرض ہے (۷) نہ مرکب (۸) نہ متجزی نہ جسم نہ جسمانی نہ مکانی نہ زمانی ...... نہ ...... نہ الیٰ آخرہ۔ خبثا کا صریح ظلم کہ عقل میں جہات لے کر اُسے تو موجد متعدد اشیاء مانیں اور یہاں محال جانیں''۔ (الکلمۃ الملھمہ۔ ص۲۲)

یعنی یہ ترجیح بلا رجح باطل ہے لہذا افلاسفۃ کا یہ قول بھی امام احمد رضا خاں کی دلیل باعدیل سے ثابت ہوا کہ عقل اول کو چند جہتوں کے اعتبار سے چند اشیاء کا موجد بنا ڈالیں اور واجب جس میں غیر متناہی جہت ہیں اس کو ان جہات کے اعتبار سے خالق اشیاء تسلیم نہ کریں اور ان کے ہی قول کے سبب ترجیح بلا باطل ہے لہذا افلاسفہ کا یہ قول بھی پوری طرح باطل ثابت ہوا کہ واجب تعالیٰ صرف خالق اول ہے اور اس کے بعد وہ ناکارہ معطل ہو گیا۔

قارئین کرام! غور فرمایئے کہ امام اہلسنت فاضل بے بدل احمد رضا خاں نے فلاسفہ کے اس باطل عقیدے کو کتنے واضح و مدلل طریقے پر غلط ثابت کر دیا ہے۔ آپ کی اس تحقیقات کی روشنی میں فلاسفہ جو الزامات آج تک اہل مذاہب پر لگاتے رہے تھے آج خود اسی میں الجھے ہوئے ہیں۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام صیاد آگیا

یعنی فلاسفہ دوسروں پر بلا وجہ بطلان فساد کا بوجھ ڈالتے تھے آج خود انہی کی گردنوں کے لئے وبال جان بن چکا ہے مولانا احمد رضا خاں کے ذریعے فلاسفہ کے اس ردِ بلیغ نے اب پوری طرح سے فلسفہ کی کم مائیگی اور بے بسی کی قلعی کھول دی ہے۔

اس واضح اور روشن دلیل کے بعد فلسفہ کے بطلان کے لئے اب مزید کسی اور دلیل کی ضرورت تو نہ تھی مگر ان کے شکست و ریخت کیلئے فلسفہ کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے ارادے سے آپ نے مزید دلیلیں پیش فرمائیں ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے ان دلائل کی روشنی میں پوری طرح ثابت فرمایا دیا ہے کہ ان فلاسفہ کا قول '' لا یصدر عنه الواحد ا '' خود ہی مجتمع تناقض و منبع فساد ہے۔

برہانِ ثانی: فلاسفہ کے اس باطل عقیدے کی امام اہلسنت نے ایک اور دلیل کے ذریعے تردید کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

'' ان فلسفیوں نے عقل میں پانچ جہتیں نکالیں (۱) امکانی ذا (۲) وجوب بالغیر (۳) وجود فی نفسہ (۴) اس کا اپنے کو موجد جان (۵) عقل کا اپنے آپ کو پہچاننا۔

ان تمام جہتوں کے اعتبار سے انہوں نے اسے پانچ اشیاء کا موجد ب میں ان فلاسفہ سے پوچھتا ہوں کہ عقل اول میں جہت تشخص بھی ہے لہذا تم اُسے اس جہت کے اعتبار سے خالق کیوں نہ بنایا ......؟ ترجیح بلا مرجح کیسی؟ (۱ ـہ الکلمۃ الملھمہ ...... ص ۲۳)

و المستلزم للمحال محال نفسه فقولك باطل ''

مندرجہ بالا اقتباس میں مولانا احمد رضا خان یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ فلاسفہ ترجیح بلا مرجح باطل قرار دیتے ہیں حالانکہ اگر خود ان کے کلام جائزہ لیا جائے تو ترجیح بلا مرجح سے بھرا پڑا ہے کیوں کہ انہوں نے عقل کو جہت بالغیر کے اعتبار سے مثلاً خالق بنایا مگر باوجودیکہ تشخص کی جہت بھی موجود تھی۔ لیکن اس کے اعتبار سے خالق نہ بنایا۔

برُہانِ ثالث:۔

اس ضمن میں تیسری دلیل کے طور پر امام فلسفہ مولانا احمد رضا خان طرح رقمطراز ہیں:۔

فلاسفہ کی اس اشد ظلم کو دیکھئے کہ عقل اول میں اس کا امکان جہت رکھا۔ حالانکہ افتقاء فی الوجود ہے نہ جہت افاضۂ وجود''...... المکلمۃ الملھمۃ ص: (۳۳)

اس دلیل کی وضاحت یہ ہے کہ فلاسفہ نے عقل اول میں امکان کو جہت خالقیت و ایجاد بنایا حالانکہ یہ امکان محتاج الی الوجود ہونے کا سبب وجہت ہے اور جو سبب احتیاج الی الوجود ہو وہ سبب عدم احتیاج الی الوجود (ای الا یجاد) کیسے ہوگا۔ یہ تو اجتماع نقیضین و انقلاب ماہیت ہے۔ لہذا امکان کو جہت ایجاد قرار دینا درست نہ ہوا۔

امام اہلسنت جامع علمیت مولانا احمد رضا خاں کے فلاسفہ باطلہ کے غیر فرسودہ نظریات کے ردو استیصال کے سلسلے میں یہ چند دلائل تھے۔ اب آیئے اخیر میں آپ کی اس دلیل کا بھی جائزہ لے لیں جس میں آپ نے فلاسفہ کے قول " **الوا حد الا یصدر عنه الوا حد** " ہی کو پوری طرح باطل و ناکارہ ثابت کردیا ہے۔

برہان رابع :۔ اموضوع پر فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی یہ وہ عظیم الشان دلیل ہے جس نے فلاسفہ باطلہ کے اس موہوم و لا یعنی نظریئے کہ دھجیاں اُڑا کر رکھ دی ہیں۔ اور اسلام کے عقیدہ الہٰہ اور اس کے واحد و قادر مطلق ہونے کا پورا پورا ثبوت دے دیا ہے۔ جس کے بعد اب اس سلسلے میں کسی طرح کے شک و اشکال کی ذرا بھی جگہ نہ رہی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

''اس سلسلے میں ہماری گفتگو واحد محض موثر من حیث المؤثر میں ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ ایجاد کے لئے وجود خارجی شرط ہے کیونکہ جو خود موجود خارجی نہ ہو وہ کسی دوسرے پر افاضہ وجود کیا کرے۔ لہذا موجد کے لئے وجود خارجی شرط ہے اور تمہارے ہی قول کے مطابق ہر فاعل مصدر کے لئے مصدریت ضروری اور بغیر مصدریت کے اس کا فاعل بننا محال ہے۔ لہذا اس لئے مصدریت بھی ضروری ہے۔ اب واحد محض کیلئے دو چیزیں ضروری ہوئیں (۱) وجود خارجی (۲) مصدریت اس کے علاوہ وہ تمام خصوصیات مثلاً ذات تقرر و وجود و تعین جو شرائط ایجاد ہیں ان کا بھی اعتبار ہوگا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اب بھی موثر من حیثیت ھو موثر واحد محض رہا۔؟ بلا شبہ فلاسفہ کا جواب یہ ہوگا کہ وہ واحد محض نہ رہا کیونکہ اس کے متعدد جہات پیدا ہوگئیں لہذا یہ لازم آیا کہ جسے واحد محض فرض کیا تھا وہ واحد محض نہ رہا اور تمہارے قول " **الـوا حد لا يصد ر عنه الّا الواحد** " کا مفہوم اب یہ ہوگا وہ واحد محض نہیں اس سے ایک ہی شے صادر ہوگی اور یہی اجتماع نقیضین ہے۔ اور ایسا جامع نقیضین کلام خود ہی محال ہوگا۔ نہ یہ کہ اس سے کسی شئے واحد کے صدور اور عدم صدور ہی سے بحث کی جائے''...... ۱ (الکمة الملھمه ص۲۶)

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے مدلل اور پختہ طریقے سے امام الکلام جامع فلسفہ واسلام فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فلسفہ باطلہ کے اس موہوم نظریئے کی دھجیاں اُڑا دی ہیں جس میں خدائے تعالیٰ کو ایک طرح سے ناکارہ و بے بس خیال کر کے اس کے متعدد قائم مقام ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آپ نے نہایت مضبوط و پختہ طریقے سے اس خلاف اسلام نظریئے کا رد کرتے ہوئے اسلام کے عقائد و نظریات کا تحفظ کیا ہے اور اس اور اس پر چار عظیم الشان براہین پیش کر کے فلاسفہ باطلہ کے ماننے والوں کو دندان شکن جواب دیا ہے۔ اور پوری طرح سے ثابت کر دیا کہ دعوے اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کو واحد لاشریک لہ اور قادر مطلق قرار دیا جانا ہر طرح سے صحیح اور حق ہے۔ اس طرح مولانا موصوف نے باریک بینی اور عقل و شعور سے کام لیتے ہوئے فلسفہ کے غیر اسلامی نظریئے کو تحقیقی انداز سے پرکھا اور نہایت قوی براہین و دلائل سے اس کا ابطال کیا۔ اور آپ نے کس قدر تحقیق اور گہرائی کے ساتھ فلسفہ کا وہ اصلی چہرہ بے نقاب کر دیا ہے جو سراسر لغویات و خرافات کا مجموعہ ہے۔ ان سے جہاں آپ کے بے مثال محقق ہونے کا ثبوت ملتا ہے وہیں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ دیگر علوم و فنون کی طرح فلسفہ و منطق پر بھی آپ کی گہری نظر تھی اور اس میدان میں بھی آپ کی گراں بہا خدمات ہیں۔ ۱

..................☆☆☆..................

معارف اسلاف

پنجاب میں ''فکر رضا'' کے پہلے ترجمان

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد صلاح الدین سعیدی

(آخری قسط)

امام احمد رضا کے مخالفین نے آپ کے ترجمہ کنز الایمان میں ''النبی'' کے ترجمہ ''غیب کی خبریں دینے والا'' پر اعتراضات کئے تو غزالی دوراں علیہ الرحمہ نے کتاب ''النبی کا صحیح معنی و مفہوم'' لکھ کر مخالفین کا منہ بند کر دیا۔

ماہنامہ تجلی دیوبند شمارہ فروری مارچ ۱۹۵۹ء اور ہفت روزہ ''تنظیم اہل حدیث'' لاہور شمارہ ۸ جنوری ۱۹۶۰ء میں مخالفین اہلسنت نے حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس کا سایہ ثابت کرنے کے لئے زوردار مضامین شائع کئے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے رسالہ ''نفی الفئی عمن بنورہ انار کل شئ'' پر بھی پھبتیاں کسی گئیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر علامہ کاظمی نے اپنے رسالہ ماہنامہ السعید ملتان کا شمارہ اپریل مئی ۱۹۶۰ء کا ''ظل نمبر'' شائع کیا اور مخالفین کے دلائل کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس سلسلے میں ضخیم الاسلام علامہ کاظمی مقالات کاظمی کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر ۲۰۲ پر رقم طراز

''بفضلہ تعالیٰ معترضین کے تمام شکوک و شبہات کا تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہونا اظہر من الشمس ہو گیا اور امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی کے رسالہ مبارکہ ''نفی الفئی عمن انار بنورہ کل شئ'' پر وارد کئے ہوئے جملہ اعتراضات ہباء منثور ہو گئے۔ اور یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو گی کہ اعلیٰ حضرت کی تصانیف جلیلہ کی پھبتیاں اڑانا اور ان پر اعتراضات کرنا گویا سورج کا منہ چڑھانا اور چاند پر تھوکنا ہے جس کا انجام ذلت و ندامت کے سوا کچھ نہیں''

دارالعلوم امجدیہ کراچی میں بروز چہار شنبہ بعد نماز عشاء ۲۳ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ بمطابق ۲۲ مئی ۱۹۶۹ء عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ منعقد ہوا۔ عرس کے موقع پر ایک نعتیہ مشاعرہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔ صدر مشاعرہ حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ تھے نعتیہ مشاعرہ میں مصرح طرح یہ تھا۔

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

رات ڈیڑھ بجے صدر مشاعرہ علامہ کاظمی نے اعلیٰ حضرت کی زمین میں اپنی کہی ہوئی مندرجہ ذیل نعت سنائی

کیا شان شہنشاہِ کونین نے پائی ہے
ختم آپ کی ہستی پر ہر ایک بڑائی ہے
ہر ایک فضیلت کے ہیں مظہر کامل وہ
کیا ذاتِ شہِ والا خالق نے بنائی ہے
کون ان کے برابر ہو کون ان کے مماثل ہو
ایسی تو کوئی ہستی آئے گی نہ آئی ہے
جنت کا خیال اب کیا آئے مرے دل میں
تصویر مدینے کی آنکھوں میں سجائی ہے،
آزادِ دو عالم ہے وہ کاظمیؔ مسکین
آقائے دو عالم سے لو جس نے لگائی ہے،

۹ جنوری ۱۹۸۰ء کو مجلس رضا کے زیر اہتمام منعقدہ کے موقع پر آپ نے جو تقریر فرمائی وہ محمد عالم مختار حق نے خطبات یوم

...ں شائع کردی ہے صفحہ ۸ کا ایک اقتباس ملاحظ فرمائیں ''اعلیٰ ...ن کی مقدس شخصیت کوئی غیر معروف نہیں دنیائے علم کے آفتاب ...تاب ہیں آپ کے مخالفین نے آپ کے علمی اور آپ کے تحقیقی ...تسلیم کیا عام طور پر یہ کہا گیا کہ کفر کا فتوی لگانے میں جلد بازی ...م لیتے تھے لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل ...ی رحمہ اللہ نے کسی ایسی بات پر کفر کا فتوی نہیں دیا جس پر کے ...ن اور معترضین کفر کا فتوی نہ دے چکے ہوں۔ کوئی شخص قیامت ...ایسی بات ثابت نہیں کرسکتا کہ کسی ایسی بات پر اعلیحضرت نے ...کا فتوی لگایا ہو جو مخالفین کے نزدیک بھی کفر نہ ہو،، اسی طرح آپ ...ایک دوسری تقریر ''چودہویں صدی کا مجدد کون'' بھی بزم عاشقان ...طفے فلیمنگ روڈ لاہور نے کتابی صورت میں چھاپ دی ہے اس ...آغاز میں صفحہ نمبر ۷ پر آپ فرماتے ہیں کہ'' اعلیٰ حضرت کے ...موں کا ہم احاطہ نہیں کرسکتے، ان کی قابلیت ان کا تقوی، ان کی ...ت کسی ایک پر بھی گفتگو کی جائے تو ختم نہ ہو۔ اعلیحضرت دنیا کے ...علوم پر حاوی تھے علوم عقلیہ ہوں یا نقلیہ، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ...م علوم آپ کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی ...ابوں کو پڑھا جائے اور بالخصوص فتادی رضویہ کو ہمارے مدارس میں ...دیا جائے تو ایسے ایسے عالم نکلیں گے کہ ان کا کوئی جواب نہیں ...کیونکہ خود فتادی رضویہ کئی علوم کا خزینہ ہے''۔

...حضرت علیہ الرحمہ کے کسی بھی فتویٰ پر کسی قسم کی تنقید حضرت علامہ ...سعید کاظمی براداشت نہیں کرتے تھے۔ سابق صوبائی وزیر مفتی ...م سرور قادری اپنی کتاب ''الشاہ احمد رضا'' صفحہ ۶۲، ...۶۳، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء میں لکھتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ملتان میں ...ضرت قبلہ کاظمی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور اس دوران داڑھی کی حد شرع ایک مشت کے واجب ہونے سے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتوے کا ذکر آیا کہ جو شخص داڑھی ایک مشت سے کم کرواتا ہے وہ فاسق معلن ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اعلحضرت کے اس فتوے پر فقیر نے انوار العلوم کے بعض اساتذہ کی تنفید کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''اعلحضرت علیہ الرحمہ کے فتوے پر تنقید ہم سے براداشت نہیں ہوگی، یہ مدرسہ اُن کے نظریات حقہ کا علم بردار ہے۔ ہم کیا ہیں؟ اعلیٰ حضرت ہیں، سب کچھ انہیں کا صدقہ ہے ہم انہیں کے ریزہ خوار ہیں، ہم انہیں کے نام لیوا ہیں۔ جو شخص اعلحضرت کے نظریات وتحقیقات شریفہ سے متفق نہیں ہم اسے براداشت نہیں کرسکتے۔ ہمارے مدرسہ میں ایسے شخص کی کوئی گنجائش نہیں''۔

مزید فرمایا: ''سب اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہی کی عظمت فکر کے مداح خواں ہیں اور جو علماء اہل سنت میدان تحقیقات میں جولانیاں دکھاتے یا فضائے تدقیق میں پرواز کرتے ہیں یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فیوضات ہیں جس سے کوئی سنی عالم بے نیاز نہیں رہ سکتا''۔

مفتی غلام سرور قادری ایک اور مضمون میں لکھتے ہیں ''ایک مرتبہ راقم مولانا نور احمد فریدی علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر حضرت کیساتھ جتوئی شہر (ضلع مظفر گڑھ) گیا، رات کو حضرت تقریر کر کے اپنی نشست گاہ پر تشریف لائے اور اپنی چارپائی پر لیٹے تو راقم آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی بات کریں، راقم نے عرض کی کہ مدرسہ انوار العلوم میں ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں کہا کہ وہ تو علم ظاہری کے ایک عالم تھے بس یہ سنتے ہی حضرت اٹھ کر بیٹھ گئے، پھر فرمایا کہ

مولانا جس نے یہ بات کی وہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مقام سے بے خبر ہے' پھر فرمایا کہ مولانا اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے مجدد برحق ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثل محقق تھے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے غوث اور قطب عالم تھے۔ ان کی مثال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے پہلے دور دور تک بھی نظر نہیں آتی درحقیقت میرے سمیت اس دور کے تمام علماء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے چشمہ علم وعرفان سے مستفید و مستفیض ہونے والے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بعد ان کے دوصاجزادوں حجۃ الاسلام حامد رضا خان مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہما الرحمتہ جیسی ہستیاں اپنی جگہ بے مثل ہیں اور ان کے پائے کی علمی وحقانی اور ربانی شخصیتیں نظر نہیں آتیں'' ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی کے کچھ لوگوں نے جو امام احمد رضا کے مقام مرتبہ سے واقف نہ تھے میلسی میں عرس اعلیٰ حضرت اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ سید ابوالبرکات علیہ الرحمہ کے خطبۂ جمعہ میں رکاوٹ ڈالنا چاہی تو حضرت مولانا حسن علی رضوی بہاولپور میں غزالی زماں علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ کی قیام گاہ سے پتہ چلا کہ علامہ کاظمی عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کے لئے تیز گام سے کراچی جارہے ہیں اور ابھی پانچ منٹ پہلے رکشہ سے اسٹیشن تشریف لے گئے ہیں مولانا حسن علی بھی دوسرے رکشہ سے ریلوے اسٹیشن پہنچے مگر اس وقت ریل گاڑی آہستہ آہستہ روانہ ہو چلی تھی آپ چلتی گاڑی میں سوار ہوئے اور سمہ سٹہ ریلوے اسٹیشن پر اتر کر آپ کا ڈبہ تلاش کرنا شروع کیا آپ سب سے پچھلے سیکنڈ کلاس ڈبے میں تشریف فرما تھے۔ مولانا حسن علی رضوی اس ڈبہ میں سوار ہوئے مگر عین اسی وقت حضرت غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ اپنا مصلیٰ جائے نماز لے کر نماز عصر ادا کرنے کے لئے نیچے اترے اور نماز عصر ادا فرمائی۔ جب دعا سے فراغت پائی تو مولانا حسن علی رضوی نے عرض کیا کہ میلسی میں فلاں فلاں حضرت عید گاہ میلسی میں عرس اعلیٰ حضرت میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس سلسلے میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں مولانا حسن علی رضوی نے عرض کیا کہ آپ فلاں فلاں حضرت کے نام مکتوب تحریر فرمادیں تو قبلہ کاظمی نے جو مکتوب تحریر کیا اس میں سلام دعا کے بعد لکھا کہ آپ لوگ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک میں ہرگز ہرگز کوئی رکاوٹ پیدا نہ کریں بلکہ تعاون کریں سیدی ابوالبرکات خلیفہ اعلیٰ حضرت تشریف لائیں تو سبحان اللہ وہی جمعہ پڑھائیں۔

مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء،، صفحہ ۳۵ جلد اول مطبوعہ ممبئی ۱۹۹۰ء میں علامہ شہاب الدین رضوی نے خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت امام کاظمی کا ذکر خیر کرنے کے بعد آپ کا ایک اقتباس نقل کیا ہے ''حضور مفتی اعظم عالم ہیں اس زمانے میں ان جیسا فقیہہ میں نے دوسرا نہیں دیکھا، قرآن پاک میں خدا قدیر جل مجدہ خودارشاد فرماتا ہے ''ان اولیاۂ المتقون'' انہیں دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے یہ خود ان کی ولایت کی دلیل ہے بفضلہ تعالیٰ فقیر کاظمی کو سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ سے خلافت واجازت کا شرف حاصل ہے''۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خاندان کے ہر فرد کا آپ کے دل میں بہت احترام تھا۔ پروفیسر محمد جمیل الرحمٰن ماہنامہ عرفات مئی جون ۱۹۹۰ صفحہ ۲۶ پر اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔ گزشتہ سالوں میں جب جماعت اہل سنت (جس کے آپ مرکزی صدر تھے) کے چند افراد نے آپ سے اختلاف کیا جس پر آپ نے بھی ان سے ناراضگی کا اظہار کیا، اتفاقاً حضرت اختر رضا خان بریلوی مدظلہ

ان تشریف لائے تو لاہور کے علماء نے ان کو صلح کے لیے ثالث کیا چنانچہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت کاظمی صاحب کے پاس ں گا تا کہ اختلاف ختم ہوسکیں۔ ادھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ ت اختر رضا خان مدظلہ ثالثی کے لئے تشریف لا رہے ہیں پ فرمانے لگے کہ'' اگر مجھے حضرت نے کہا تو میں اپنے مخالفین کے پاؤں پڑ جاؤں گا۔ آخر وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اولاد ہیں''۔

فاضل جامعہ نظامیہ لاہور حضرت مولانا سردار احمد رضا لی شریف کے سجادہ نشین کے ایک سفر کا حال اس طرح لکھتے ہیں کہ ''واہگہ اٹاری بارڈر پر نہایت عظیم الشان استقبال ہوا جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں اعزایہ دیا گیا حضور گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا کے آستانہ قدسیہ کی جامع مسجد میں اسپیکر بند کرا کے مکبر کھڑے کر کے نماز پڑھائی اور پھر خیبر میل کے ذریعے براستہ اوکاڑہ ساہیوال، خانیوال وملتان سکھر، روہڑی حیدرآباد کراچی تشریف لے گئے۔ جب خیبر میل بعد نماز مغرب ملتان شریف پہنچی تو حضور غزالی زماں الرحمہ ہزاروں علماء واحباء کے ہمراہ برائے استقبال اسٹیشن پر موجود تھے۔ اگر چہ زبردست اژدھام تھا مگر حضور غزالی زماں کے حسب ہدایت مثالی نظم وضبط اور سلیقہ شعاری کے ساتھ صفیں باندھ کے ہار لئے کھڑے تھے۔ عام طور پر کھڑکی پر مشتاقان دید مصافحہ دست بوسی کرتے تھے عرض کیا گیا حضور کاظمی بھی تشریف لائے ہوئے ہیں تو حضرت سجادہ نشین قدس سرہ ٹرین کے گیٹ پر تشریف لائے اس دوران نظم وضبط ختم ہو چکا تھا قبلہ کاظمی سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خانوادہ کے صاجزادہ گرامی سے ایسی عقیدت ومحبت سے پیش آئے کہ حضرت نے والہانہ انداز میں مصافحہ اور دست بوسی فرمائی اور پھولوں کا ہار پہنایا' یہ حضور غزالیٔ زماں کی سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ سے قلبی عقیدت ومحبت تھی کہ ان کی چوتھی پشت کے صاجزادے سے بھی ایسے محبت واحترام سے پیش آرہے تھے جیسے اعلیٰ حضرت ہی کا دیدار فرمارہے ہیں۔

جس طرح علامہ کاظمی اعلیٰ حضرت اور ان کے خانوادے کا احترام کرتے تھے جواب میں خانوادہ اعلیٰ حضرت کے بزرگ بھی آپ کو اسی احترام اور اعتماد سے نواز تے تھے روزنامہ ''کوہستان'' ملتان میں حضور غزالی زماں کا انٹرویو شائع ہوا جس کو اخبار نے کانٹ چھانٹ کر کے شائع کیا انٹرویو شائع ہو چکا تو علامہ کاظمی کے الفاظ ''دیوبندی خیال کے مسلمانوں'' پر بعض احباب اہلسنت کو تردد ہوا تو انہوں نے یہ معاملہ فرزند اعلیٰ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ فرزند اعلیٰ حضرت نے جو جواب عنایت فرمایا اس سے علامہ کاظمی پر آپ کے اعتماد کا پتہ چلتا ہے حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہٗ نے علامہ کاظمی کے الفاظ کی اس طرح تاویل فرمائی کہ ''علامہ کاظمی کے لفظوں (دیوبندی خیال کے مسلمانوں) کا مفہوم یہ ہے کہ دیوبندی صرف اپنے خیال میں مسلمان ہیں''

مجلّہ تعلیمات، ملتان اپنی ۱۹۹۰ کی ایک اشاعت میں صفحہ ۴۴ پر لکھتا ہے۔ حضرت نے اپنے پیرومرشد حضرت علامہ سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہوی علیہ الرحمہ (۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء) کے عرس مبارک منعقدہ ۶ شوال ۱۴۰۵ کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں اپنے مریدین کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا' 'بنیادی نصیحت یہ ہے کہ اپنے مذہب پر قائم رہو۔'' میں آپ کو بتادوں کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی کا مسلک میرا مسلک ہے میرے تمام مریدین اسی مسلک پر قائم رہیں۔ جو اعلیٰ حضرت کے مسلک سے ایک قدم بھی باہر رکھے گا وہ میرا مرید نہیں۔ ہاں وہ میرا مرید نہیں''۔

☆☆☆☆

طلبہ کا معارف

عزت صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں ہے

تحریر: شیخ سید محمد صالح فرفور

ترجمہ: علامہ محمد الحکیم شرف قادری

گذشتہ سے پیوستہ

عزت صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں ہے

امام شافعی (۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر تشریف لانے کے بعد سلسلۂ درس وتدریس شروع کیا ----- تو ان کی شہرت ہر طرف پھیل گئی ----- عوام وخواص دلی طور پر ان کا احترام کرنے لگے ----- آپ کا ایک شاگرد تھا، جس کا نام عبداللہ بن عبدالحکیم تھا ----- اس نے دیکھا کہ میرے استاذ امام شافعی فقر کی زندگی گزار رہے ہیں ----- مسجدوں میں گوشہ نشیں رہتے ہیں ----- اور حکرانوں کے پاس آمد ورفت نہیں رکھتے ----- اس نے عرض کیا: ابوعبداللہ! (امام شافعی کی کنیت) اگر آپ مصر میں قیام کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ کے پاس ایک سال کی خوراک ہونی چاہیے ----- نیز سلطان وقت کی مجلس میں بھی کبھی کبھار حاضری ضرور ہونی چاہیے تاکہ آپ کی عزت میں شایان شان ترقی ہو۔

اس کا خیال تھا کہ امام شافعی میرا مشورہ قبول کرلیں گے ----- اور میں شاہی دربار تک پہنچا دوں گا ----- لیکن امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان لوگوں میں سے تھے جو دستِ سوال صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پھیلاتے ہیں ----- اُن علماء کی طرح سلاطین اور حکمرانوں کا قرب تلاش نہیں کرتے جو علمی امانت کے حامل نہیں ہوتے ----- اور جن کی زندگی کا ماحصل ہی حکمرانوں کے مقربین کے دولت کدوں کا طواف، ان کی نگاہ التفات کا حصول اور ان کی بارگاہ میں مقام ومرتبہ کامل جانا ہوتا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ''ابومحمد! جسے تقویٰ عزت نہ دے، اس کی کوئی عزت نہیں ----- میں غزہ میں پیدا ہوا ----- حجاز میں پرورش پائی ----- حال یہ تھا کہ ہمارے پاس ایک رات کو خوراک نہیں ہوتی تھی ----- لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ہم نے بھوکے رات گزاری ہو''۔

یہ تھے پہلے دور کے قائد علماء ----- وہ اللہ تعالیٰ سے غنا کی دولت مانگتے تھے اور قسمت پر راضی برضا رہتے تھے ----- وہ صرف تقویٰ کے ذریعے عزت طلب کرتے تھے ----- وہ حکمرانوں کے پاس فقط انہیں نصیحت کرنے یا ان کی رہنمائی یا لوگوں کی حاجت روائی کیلئے جاتے تھے ----- ورنہ ان سے دور رہتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ عزت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ذلت ہی ذلت ہے۔

حواشی

۱۔ امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب عبدالمناف پر جاکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے ۱۵۰ھ میں بحالت یتیمی پیدا ہوئے، پھر آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لیکر مکہ معظمہ منتقل ہوگئیں نوعمری میں قرآن پاک یاد کرلیا ادب عربی اور شعر کا علم حاصل کیا، فصیح اللسان تھے، سفر کیا اور مدینہ منورہ میں مؤطا امام مالک یاد کیا، پھر تین دفعہ عراق کا سفر کیا، امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی کی شاگردی اختیار کی اور ان کی کتابوں سے نفع حاصل کیا پھر مصر چلے گئے اور پھر وہیں ۲۰۴ھ میں وفات پائی، آپ کی املا کی ہوئی کتابوں میں کتاب الاُمّ اور الرسالۃ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۲ فرفور۔ راقم الحروف اور سید وجاہت رسول قادری مدظلہ ۱۹۹۹ء میں جب قاہرہ گئے تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر بھی حاضر ہوئے ان کے مزار کے احاطے میں ہی شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی مزار ہے۔ ۱۲ اشرف قادری۔

معارف کتب

ڈاکٹر نجم القادری کا مقالۂ تحقیق (پی۔ایچ۔ڈی تھیسس)

امام احمد رضا اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک تعارف

مبصر : مولانا مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی*

اس طرح یہ کہنا مبالغہ نہیں، حقیقت ہے کہ پہلی صدی ہجری کا احکام دین کے اسرار و رموز کی فقاہت اور شریعت کی باریک حقیقتوں کے ادراک کا نام نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے، اسی طرح یہ کہنا بھی بے جا نہیں کہ چودھویں صدی صدی ہجری میں عشق و محبت کو جسم مان لیا جائے تو وہ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کی شکل میں ہوگا، جن کی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ اور زندگی کی ایک ایک سانس محبوب کا گن گاتے اور اس کے ناموس کی حفاظت کرتے گزری۔

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

ان کی جان و دل بلکہ دل کی ہر دھڑکن پائے نازِ محبوب پر قربان ہونے کے بعد بھی یہی کہتی رہی۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

مگر چونکہ ان کا عشق، لیلیٰ و سلمیٰ کا عشق نہیں تھا، ان کی محبت شرین و عذرا کی محبت نہیں تھی، جس میں نفس اپنی تسکین کے لیے کام و دہن کو لذتِ کباب اور جسم و تن کو لطف شباب دینے میں سرگرداں رہتا ہے، بلکہ ان کا عشق حبیبِ کبریا علیہ وسلم کا عشق تھا۔ ان کی محبت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی، جس میں روح، جگر کو بریاں اور دل کو کباب کرکے شادکام ہوتی ہے۔

جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزا جو دل کے کباب میں ہے

جب کہ آج کا زمانہ لیلیٰ و سلمیٰ ہی کے عشق کا زمانہ ہے۔ آج کا عہد شرین و عذرا ہی کی محبت کا عہد ہے۔

ایسے میں ان کے عشق کو کون سمجھے اور کس کے دل میں ان کی قدر ہو؟ مگر وہ تو اپنی قدر بھی نہیں کرانا چاہتے۔ ان کے دل میں تو بس ایک ہی تمنا اور ایک ہی آرزو ہے کہ لوگ ان کے محبوب کو پہچان جائیں، سب کے دل میں ان کے محبوب کی محبت بس جائے اور سب محبت کے تقاضے پر عمل کریں۔ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ :

منہ مدینہ طیبہ کی طرف ہو اور دل حضور اقدس علیہ وسلم کی طرف۔ یہ تصور باندھے کہ روضۂ انور کے حضور حاضر ہوں اور یقین جانے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ رہے ہیں، اس کی آواز سن رہے ہیں، اس کے دل کے خطروں پر مطلع ہیں، اور دست بستہ خالص تعظیم شانِ اقدس کے لیے پڑھے **الھم صلی علی سیدنا محمد** الخ اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد و بے انتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از او وغیر او تمنائے

عشق صادق ہو تو کوئی سمجھے نہ سمجھے محبوب ضرور سمجھتا ہے۔ کوئی قدر کرے نہ کرے محبوب کے دل میں قدر ضرور ہوتی ہے اور وہ اپنے

* مفتی قاضی ادارہ شرعیہ کرناٹک، بنگلور، انڈیا۔

عاشق کو نامراد نہیں رکھتا۔ اس کی وفاؤں کا صلہ دے ہی دیتا ہے۔

امام احمد رضا کو بھی اس کا صلہ عطا فرمایا:

دوسری مرتبہ زیارت نبوی ﷺ کے لیے مدینۂ طیبہ حاضر ہوئے شوق دیدار میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے یقین کیا کہ ضرور سرکار ابدقرار ﷺ عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس غزل کے مقطع میں اسی کی طرف اشارہ کیا' فرماتے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ اقدس میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد اص ۱۳۷ مطبوعہ برکات رضا پور بندر)

علامہ مفتی برہان الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت قصائی محلّہ بمبئی کی مسجد میں مدینہ طیبہ اور حضور اکرم ﷺ کی محبت وعظمت اور توقیر وتعظیم پر بیان فرما رہے تھے، مجمع پر محویت کی کیفیت تھی، تقریباً ایک گھنٹے کے بعد مجھ پر غنودگی کا غلبہ ہوا، کیا دیکھ رہا ہوں کہ پوری فضا منور ہے، سرور کائنات ﷺ کی تشریف آوری ہو رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت منبر سے اتر کر کیف وسرور کے عالم میں درود وسلام پڑھ رہے ہیں۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ واقعی اعلیٰ حضرت صلاۃ وسلام پڑھ رہے تھے اب دوبارہ منبر پر تشریف فرما ہو رہے ہیں۔

تقریباً آدھا گھنٹہ بعد اعلیٰ حضرت نے تقریر ختم فرمائی اور صلاۃ وسلام کے بعد دعا پر جلسے کا اختتام ہوا۔ (اکرام امام احمد رضا، مولانا برہان الحق شاگرد وخلیفہ امام احمد رضا)

یہی نہیں جب امام احمد رضا دنیا سے گئے اور یہ کہتے ہوئے گئے کہ

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

تو: بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ نے ٹھیک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو جب اعلیٰ حضرت نے انتقال کیا، خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر ہیں اور مجلس پر ایک سکوت طاری ہے، ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے کسی نے آنے والے کا انتظار ہو۔ انہوں نے (شامی بزرگ نے) نے عرض کیا: میرے ماں باپ قربان! حضور، کس کا انتظار ہو رہا ہے؟ ارشاد ہوا: ہندوستان کے احمد رضا بریلوی کا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

لیکن ملک خدا یکسر خالی نہیں رہتا، بوالہوسوں کی بھیڑ میں بھی کبھی کچھ اہل نظر ہوتے ہیں جناب ڈاکٹر مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری ایسے ہی اہل نظر میں ہیں، جنھوں نے پچاس سے زائد علوم وفنون پر مشتمل تقریباً ایک ہزار کتابوں کے علمی واصطلاحی پردوں میں لپٹے ہوئے امام احمد رضا کے سینے میں مستور عشق کو تاڑ ہی لیا۔ اور نہ صرف تاڑ ہی لیا بلکہ برسوں اسے قریب سے پہچاننے اور سمجھنے کی کوشش کی۔ جب کچھ راز کھلا تو ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ لکھ کر میسور یونیورسٹی سے پی، ایچ، ڈی، کی ڈگری حاصل کی، پھر اپنے ایک دوست مولانا غلام مختار قادری کی معاونت سے چھاپ کر عالم آشکار بھی کر دیا۔ مقالہ کا عنوان ہے ''امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ''

یہ مقالہ: حرف سخن، مقدمہ، چھ ابواب اور اخیر میں کتابیات پر مشتمل

ڈاکٹر نجم القادری نے ''حرف سخن'' میں تحقیق کے لیے اس عنوان کو منتخب کرنے کی وجہ اور اس دوران انہیں جن مراحل سے گذرنا پڑا اس کی مختصر روداد، نیز کسی بھی جہت سے اعانت کرنے والوں کا نام بنام شکریہ ادا کیا ہے۔

''مقدمہ'' میں مقالے کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔ خود ان کے اپنے لفظوں میں ''چہرۂ زیبا کی نمائش'' کی ہے۔

''پہلے باب'' میں ''عہدِ رضا کا منظر وپس منظر'' کے عنوان سے آپ کے عہد کا تاریخی وروحانی پس منظر اور سیاسی ومذہبی ماحول کو پیش کیا ہے

''دوسرے باب'' میں ''حضرت رضا بریلوی' سیرت وسوانح'' کے عنوان سے امام عشق ومحبت حضرت رضا کے خاندان واجداد، حالات وخدمات، افکار ونظریات، علمی تحقیقی نوادرات اور عالمی سطح پر پذیرائی وتاثرات پر روشنی ڈالی ہے۔

''تیسرے باب'' میں ''تصورِ عشق میں عمومی بحث'' کے سرنامے سے عشق' حقیقت کے آئینے میں اور تصورِ عشق' اسلام' عارفوں' دانشوروں اور شاعروں کی نظر میں' پر گفتگو کی ہے۔

''چوتھے باب'' میں ''تصورِ عشق ممتاز شعرا کے حوالے سے'' کے تحت میر، غالب اور اقبال کے تصورِ عشق کا جائزہ لیا ہے۔

''پانچویں باب'' میں ''رضا بریلوی کا تصورِ عشق'' کی سرخی سے آپ کے تصورِ عشق کے تشکیلی عناصر، آپ کا محبوب صورت وسیرت، آپ کی شخصیت تصورِ عشق کے حوالے سے اور آپ کا تصورِ عشق تصانیف کے حوالے سے، پر بحث کی ہے۔

''چھٹے باب'' میں ''رضا بریلوی کے تصورِ عشق کے اثرات'' کے عنوان سے آپ کے تصورِ عشق کی بازگشت: اقبال، آپ کے تصورِ عشق نے ادب کو کیا دیا ملت کو کیا دیا؟ عہدِ مابعد پر آپ کے تصورِ عشق کے اثرات اور آپ کا تصورِ عشق: عالم گیر تحریک، عالم گیر ضرورت، پر روشنی ڈالی ہے۔

''کتابیات'' میں ماخذ ومراجع کے طور پر ۱۳۲ کتابوں، ۴ لغات اور ۷ رسالوں کے نام، مصنفین ومضامین نگار اور مطابع وماہ وسن کی تفصیلات کے ساتھ پیش کیے ہیں۔

ان سب کے باوجود ڈاکٹر نجم القادری کا کہنا ہے کہ:

''ہم اس خوش فہمی میں ہرگز مبتلا نہیں ہیں کہ موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ ہاں! اتنا ہے کہ اس لطیف عنوان کے کچھ ایسے گوشے سامنے آ گئے ہیں جو آئندہ اس راہ کے راہی کو چراغِ راہ اور سراغِ منزل کا کام ضرور دیں گے۔ یہ نقشِ اول ہے نقشِ آخر نہیں۔ میں اس میں کہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں یہ آپ کی نقد نگاہی پر منحصر ہے۔ میں تو اس تصور میں مگن اور اس خیال میں مست ہوں کہ میری اس ناتمام کوشش نے امام احمد رضا کے تصورِ عشق کے حوالے سے اگر آپ کے دل میں عشق مصطفی ﷺ کی چنگاری سلگا دی، محبت خدا کی جوت جگا دی، تو میں سمجھوں گا میری محنت وصول ہو گئی اور محبت معراج قبول تک پہنچ گئی''۔

بہر حال ڈاکٹر نجم القادری نے، ان کے حصے کا جو کام تھا وہ کر ڈالا، بلکہ سب کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا۔ اب ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اسے کس زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کی کیا پذیرائی کرتے ہیں؟

☆☆☆

فروغِ رضویات کا سفر

اپنے دیس.......... بنگلہ دیس میں

چودھویں قسط

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

(۱) زبان و بیان میں سلاست و روانی' تشبیہ و استعارہ اور محاورات کا برمحل استعمال' فارسی لغت ولسان پر آپ کی کمال دسترس اور شعر و ادب سے آپ کی گہری وابستگی کا مظہر ہے' برجستگی اور آمد دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی فارسی اہل زبان شاعر کا کلام ہے۔

(۲) قرآن و حدیث اور فقہی تصوف پر آپ کی عمیق نگاہ تھی۔

(۳) آپ کے اشعار علوم اسلامی کے علاوہ سوشل سائنسز مثلاً عمرانیات اور سیاسیات سے بھی آپ کی گہری دلچسپی کے غماز ہیں۔

(۴) تاریخ و سیر کے حوالہ جات جابجا نظر آتے ہیں' جن سے ان علوم میں آپ کی ژرف نگاہی کا بھی کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۵) ''دیوانِ عزیزی'' میں برعظیم پاک وھند و بنگلہ دیش کے تقریباً تمام معروف وصال شدہ اور اس وقت کے زندہ اکابرینِ اہلسنت اور مشاہیر کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا: مثلاً اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی شان میں ایک قصیدہ ہے جس کا ایک شعر یہ ہے ؂

دافعِ کفر ضلالت رہبرِ راہِ ھدیٰ

عہدِ حاضر را مجدّد آں امام باصفا

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ کے متعلق منقبتی نظم کا ایک شعر ملاحظہ ہو!

بُد محدث' ہم مفسر' ہم مناظر بے گماں

مثلِ او در ھند و پاکستان نیابی بے گماں

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ جو اس وقت ایک نوجوان عالم و رہنما تھے ان کی منقبت کا ایک شعر ملاحظہ ہو:۔

مقتداءِ عالمان و پیشوائے ستیان

واعظِ شیریں بیان و مرشدِ اھلِ زمان

۶۔ آپ کے کلام میں حب الوطنی کا سچا سبق ہے۔

درج ذیل اشعار پاکستان سے ان کی بے پناہ محبت اور ان کی حب الوطنی کے غماز ہیں:

گشت پاکستان حاصل از برائے مسلمان

اے خدا تو زندہ دارش تا بقائے ایں جہاں

گشت حاصل نعمتِ عظمیٰ برائے مسلمان

بعد دو صد سال آزادی برائے مسلمان

ھند را سازی تو پاکستان بزودی اے خدا

بہر آں سلطان ھند خواجہ معین الدین ما

غرضیکہ دیوانِ عزیزی فنی اور شعری خصوصیات کے علاوہ ایک تاریخی بلکہ تاریخ ساز اہمیت کا حامل دیوان ہے۔ اپنی انہی خصوصیات کی بنا پر یہ دیوان نہ صرف اس قابل ہے کہ پاکستان میں اس کی اشاعت کی جائے بلکہ کالج اور یونیورسٹیوں میں فارسی ادب اور مطالعۂ پاکستان کے نصاب میں اسے شامل کیا جانا چاہیے۔ فقیر کے خیال میں اس عظیم مجاہد الاسلام عاشق رسول ﷺ' عالم بے بدل محب وطن اور محسن ملت ذاتِ گرامی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہوگا کہ ان کی حیات اور کارناموں کے تذکرے کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے

تحریک پاکستان کے مجاہد اور تعمیر پاکستان کے ہراول دستے کی فردِ یگانہ روزگار تھے۔

افسوس صد افسوس کہ ہم نے ایسے محسنینِ قوم وملت کی ناقدری کی اور انہیں یکسر فراموش کر دیا۔ وہ ہماری تاریخ کا ایک حصہ ہیں لیکن ہمارے مورخین اور تذکرہ نگاروں نے انہیں یکسر نظر انداز کر کے تاریخ نگاری میں خیانت کا ارتکاب کیا۔

قارئین کرام کے استفادے کیلئے شیرِ بنگال علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

شیر بنگال ایک نابغہ روزگار شخصیت

جن شخصیات پر تاریخ اسلام کو بجا طور پر فخر ہے ان میں وہ شخصیات بھی ہیں جنھوں نے برِ عظیم پاک وھند کے ضمیر کو بیدار کرنے میں انقلابی کردار ادا کیا۔ ان افراد نے اپنے علم وقلم اور خرد ونظر سے قلوب واذھان کو مسخر کیا اور علم وہدایت کا سنگم قرار پائے۔ ان کے روشن کئے ہوئے چراغ آج بھی ہماری فکر ونظر میں نور بکھیر رہے ہیں اور ان کی تعلیمات آج بھی صبح نو کی روشنی کا پیغام ہیں۔ ایسی ہی شخصیات کی فہرست میں شیرِ بنگال کا بھی نام آتا ہے جنہیں اپنے عہد میں بنگالی امام اہلسنت کہتے تھے۔

آپ کا اسم گرامی سید عزیز الحق شاہ ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء کو چاٹگانگ کے مضافات ہاٹ ہزاری میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ معین الاسلام میں حاصل کی بعدہٗ متعدد مقامات پر تکمیل علوم کی اور علوم عقلیہ نقلیہ متداولہ میں کمال حاصل کیا۔ آپ دارالعلوم دیو بند بھی گئے۔ وہاں عجیب حادثہ پیش آیا دیو بند کے محدث مولوی اشفاق الرحمٰن محشی نسائی نے انٹر ویو کیلئے چند سوالات کئے جس کے آپ نے اطمینان بخش جواب دیئے' آپ نے بھی ممتحن سے سوالات پوچھے جن کے وہ جواب نہ دے سکے۔ ممتحن کی بے بسی اور لاجوابی کی کیفیت دیکھ کر آپ نے فرمایا میں تمہیں پڑھانے آیا ہوں تم سے پڑھنے نہیں آیا۔

آپ بڑے اچھے مناظر تھے' آپ نے زندگی میں سینکڑوں کی تعداد میں مناظرے کئے جن میں سے زیادہ تر دیو بندیوں/ وہابیوں کے خلاف تھے۔ الحمدللہ پوری زندگی میں کسی مناظرے میں بھی آپ کو شکست نہیں ہوئی۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ تو دیو بندیوں کے شاگرد ہو اور انہیں سے مناظرے کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا میں نے دیو بندیوں کا علم انہیں واپس کر دیا ھے میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام کا دیا ہوا علم ہے یہی وجہ ہے کہ یہ دیو بندی مجھ سے شکست کھا جاتے ہیں۔ اور میں ہمیشہ فتحیاب ہوتا ہوں۔ **ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء۔**

کیا دبے وہ جس پہ حمایت کا ہو پنجا تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

۱۳۷۰ھ ۲ رجون ۱۹۵۱ء کا دن آپ کی حیات طیبہ کا بڑا کٹھن اور آزمائشی دن تھا۔ دیو بندی وہابی آپ سے سخت نالاں تھے انہوں نے ایک سازش کے تحت آپ کے ایک مرید کی وساطت سے جلسہ کرانے کیلئے وقت لیا۔ جلسہ گاہ کا نام خندقیہ ھے۔ اس علاقے میں اس وقت تک الیکٹرک نہیں تھی گیس (پیٹرومیکس) کی روشنی میں رات کے جلسے ہوتے تھے۔ انہوں نے منصوبہ بندی کر رکھی تھی کہ تقریر کے دوران گیس کے لیمپ بجھا کے آپ کو شہید کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے دورانِ خطاب گیسوں کے مینٹل توڑ دیئے جب مکمل اندھیرا چھا گیا آپ پر لوہے کے سلاخوں سے حملہ کر دیا گیا' عینی شاہدوں کا کہنا ے کہ آپ کے سر کے آٹھ ٹکڑے ہو گئے احباب جب آپ کو اُٹھا کر چاٹگانگ اسپتال میں لے گئے تو ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ تو فوت ہو چکے ہیں۔ رات بہت ہو رہی تھی طلوعِ صبحِ صادق کے قریب دوست

احباب اسپتال کے اس کمرے سے باہر جنازہ اُٹھانے کے انتظار میں کھڑے تھے جب انمیں کے کچھ حضرات اندر آئے تو دیکھا کہ شیر بنگال کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر اور احباب سب حیران تھے انہوں نے حیرت سے پوچھا حضرت آپ کا تو وصال ہو چکا تھا آپ نے فرمایا یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ میرا وصال ہو گیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میری سفارش کی ہے کہ یہ آپ کے شان وعظمت بیان کرتے ہوئے زخمی اور فوت ہوئے ہیں ان کی جان واپس کر دیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہنے پر مجھے جان واپس دلوادی ہے۔ آپ اس واقعہ کے بعد تقریباً بیس سال زندہ رہے۔ اسپتال کے جس کمرے میں آپ کا جسد اطہر رکھا گیا تھا وہ معطر ہو گیا۔

۲؍فروری ۱۹۵۶ء کو چٹا گانگ کے مشہور لال دیگی میدان میں مسٹر مودودی جلسہ کرنے آئے شیرِ بنگال اسٹیج پر چلے گئے اور فرمایا آپ پہلے میرے تین سوالات کے جوابات دیں پھر میں آپ کو تقریر کرنے دونگا۔ مسٹر مودودی نے کہا ڈھاکہ جا کے جواب دونگا آپ نے فرمایا کیا تم اپنے علم کی گٹھری ڈھاکہ میں چھوڑ آئے علم تو انسان کے سینے میں ہوتا ہے۔ مسٹر مودودی کو بالآخر تقریر کے بغیر ہی ڈھاکہ واپس جانا پڑا وہاں سے واپسی پر بھی انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ۱۹۵۷ء میں آپ بحری جہاز سے فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے حجاز مقدس تشریف لے گئے جب آپ جدہ کی بندرگاہ پر اُترے تو مشرقی پاکستان کے چند شر پسند دیوبندی وہابیوں کی ریشہ دوانیوں کی بنا پر سعودی حکومت کے کارپردازوں نے اترتے ہی گرفتار کر لیا۔ لیکن شیر بنگلہ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علوم اسلامیہ میں تجرِ علمی حاصل تھا اور عربی زبان ولغت پر جو کمالِ عبور تھا اسی وجہ سے انہوں نے نہایت اطمینان اور پر اعتماد لہجے سے ان کے ہر سوال کا کافی وشافی جواب دیا جس کی وجہ سے سعودی حکام نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی سعودی علماء سے علمی مباحثے اور مذاکرے ہوئے لیکن آپ کی جلالتِ علمی اور قرآن وحدیث پر کامل عبور نے ان کو خاموش کر دیا اور نہ صرف ان کی جلالت علمی کے قائل ہو گئے بلکہ ان کو تحفہ تحائف پیش کئے۔

اعلیٰ علمی مقام کے حامل ہونے کے علاوہ آپ ایک صاحبِ فیض بزرگ اور پیر طریقت بھی تھے۔ آپ کا روحانی مقام بھی بہت بلند ہے آپ صاحب کشف وکرامت تھے آپ کی متعدد کرامات زبان زد عام ہیں۔ آپ کی شخصیت ہمہ جہت پہلو رکھتی ہے آپ ایک مدبر اور سیاستدان بھی تھے۔ تقسیم برعظیم پاک وہند سے قبل آپ نے متعدد تحریکوں میں حصہ لیا اور بنگال کے مسلمانوں کی رہنمائی کی۔ تحریکِ پاکستان میں فعال کردار ادا کیا۔ بنگال کے الیکشن اور آسام کے ریفرینڈم میں پیش پیش تھے۔

قائداعظم محمد علی جناح صاحب کی قیادت کے دل سے معترف تھے اور ان کا بڑا احترام واعزاز کرتے تھے۔ ان کا فارسی دیوان اس حقیقت پر شاہد عادل ہے۔

۱۹۶۰ء کی پاک بھارت جنگ میں افواج پاکستان کی عظمت وبہادری پر فارسی میں ایک نظم کہی جس کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

از برائے فوجِ پاکستان ہزاراں مرحبا
فوج ھندوستاں کردند عاجزاں مرحبا

(پاکستان کی فوج کیلئے ہزاروں مرحبا کہ جس نے ہندوستان کی فوج کو عاجز وخوار کر دیا)

اولیائے کرام اور اھلِ اللہ کے شیدائی تھے اور عقیدۂ اھلسنت وجماعت کے زبردست مؤیداپنے دیوان عزیزی میں تحریر کرتے ہیں

استعانت ہم رواز غیرِ حق...... زِ انبیاء واولیاء واھلِ حق

(باقی آئندہ)

کتبِ نو

معارف کتب

تبصرہ نگار: ابواویس صابری

بالشویزم اور اسلام

مصنف: مولانا علامہ محمد حامد بدایونی

ناشر: ادارۂ پاکستان شناسی،

معرفت: اورینٹل پبلی کیشنز، ۳۵۔ رائل پارک۔ لاہور

مطبوعہ: مارچ ۲۰۰۴

صفحات: ۷۲ ہدیہ ۳۰ روپے

بالشویزم کی لادینیت اور اس کے مذہب مخالف رویے کی نشان دہی کرنے، نیز اسلام کے ساتھ اس کا تقابل کرتے ہوئے اسلام کی اقتصادی تعلیمات کو اُجاگر کرنے کی خدمت متعدد اہل علم نے انجام دی ہے، مگر زیرنظر کتابچے کی اہمیت دو اسباب سے ہے اولاً اس سبب سے کہ یہ کتابچہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مرکزی کونسل کے ایک رکن کا لکھا ہوا ہے، جس نے قراردادِ پاکستان کی تائید میں تقریر کی تھی، اور نومبر ۱۹۴۰ء میں چھپنے والے اس کتابچے میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اس رہنما نے "نوجوان اسلام" کو مخاطب کرتے ہوئے مسلم لیگ کی جدوجہد کا مقصد ان الفاظ میں واضح کیا تھا:

"آل انڈیا مسلم لیگ، اجلاس لاہور کے بعد سے اب تک اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہی ہے، اگر ہمارے نوجوانوں نے اس تحریک میں مسلم لیگ کا ہاتھ بٹایا تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح و نصرت حاصل ہوگی، اور ہم پوری ایک صدی کے بعد کم از کم ہندوستان کے چند صوبے جات میں ہی اسلامی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہونگے۔ اس عظیم الشان مقصد کیلئے بہت کچھ قربانیاں ادا کرنی پڑیں گی اور اپنے قومی نظام کی تمام کڑیوں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنا ہوگا۔

اے نوجوان ملت اسلامیہ!

اپنی اخوت مذہبی کے جذبات سے لبریز ہو کر اسلامی حکومت کے قیام کیلئے اپنے قائد مسٹر محمد علی جناح کے مشوروں کے ماتحت آگے بڑھو، مستقبل تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ تمہارے عملی اقدامات کے لئے بے چین ہے" (صفحات ۴۷۔۴۸)

"بالشویزم اور اسلام" کی زیرنظر جدید اشاعت میں سید محمد فارق القادری صاحب کا دیباچہ شامل کیا گیا ہے۔ جناب ظہور الدین امرتسری نے چند صفحات بحیثیت ناشر لکھے ہیں نیز کتابچے پر مختصر اور مفید حواشی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جملہ اضافات کمپیوٹر کی کتابت میں ہیں۔ البتہ کتاب کا متن، سابقہ اشاعت کے عکس پر مبنی ہے۔

☆☆☆

فیصلۂ حق و باطل

از: علامہ مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: غلام عباس باروی

صدر ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی

خطیب جامع مسجد رضائے مصطفےٰ دار العلوم چشتیہ ٹرسٹ

کورنگی نمبر ۴، کراچی/ یکم صفر ۱۴۲۵ھ صفحات ۱۷۰ ☆ ہدیہ ۶۶ روپے

برصغیر پاک و ہند میں جب سے فتنۂ وہابیت پھیلا تو مبلغان وہابیت نے عام مسلمانوں کو یہ فریب دینا شروع کیا کہ صرف مذہب وہابیت ہی قرآن و حدیث اور اقوال سلف و خلف کے موافق ہے اور مذہب اہل

سنت جو کہلاتا ہے، وہ سب اہل بدعت ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ و عمل قرآن و حدیث وتصریحاتِ سلف وخلف کے خلاف ہے۔

سخت ضرورت تھی کہ اس حقیقت کا انکشاف کیا جائے علمائے اہل سنت نے اگرچہ ایک ایک عقیدے اور عمل میں مستقل کتاب اور حوالہ لکھ دیا اور اس فریب کو طشت از بام کر دیا۔ لیکن زیر نظر کتاب۔

فیصلہ حق و باطل تردید عقائد باطلہ میں منفرد کتاب ہے اس میں معرکۃ الآراء پندرہ مسائل کا ذکر ہے۔ (۱) امکان کذب (۲) علم غیب (۳) علم ما کان و ما یکون (۴) علم خمس وعلم قیامت (۵) شفاعت (۶) تصرف (۷) توسّل (۸) نداء (۹) استعانت (۱۰) میلاد شریف (۱۱) قیام میلاد (۱۲) عرس (۱۳) سوم (۱۴) گیارہویں شریف (۱۵) فاتحہ

ان عنوانات پر تحقیقانہ انداز میں بحث کی گئی ہے اور فاضل مصنف نے تمام پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ وہابیہ کا بطلان و اہل سنت کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کردی گئی ہے۔ عبارت و حوالے نہایت ذمہ داری اور اصل کتاب سے نقل کیے گئے ہیں۔

☆☆☆

جامع الاحادیث مکمل دس جلدیں

بریلی شریف کی عظیم درسگاہ جامعہ نوریہ رضویہ میں لکھی جانے والی ایک عظیم الشان کتاب مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تقریباً تین سو تصانیف سے ماخوذ احادیث وآثار، تفسیری مباحث اور افاداتِ رضویہ پر مشتمل علوم و معارف کا گنج گرانمایہ 'جامع الاحادیث مکمل دس جلدیں مع افاداتِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' اس کی ترتیب، ترجمہ، تخریج۔ تقدیم کا محققانہ عمل علامہ مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف نے انجام دیا ہے۔

امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف نے اسے شائع کیا ہے۔

اس کتاب میں ساڑھے چار ہزار احادیث ہیں...... اور ان احادیث کی تشریح و وضاحت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ایک ہزار سے زیادہ افادات ہیں...... چھ سو آیات کی تفسیر...... ہر حدیث کا حوالہ اصل کتابوں سے لکھا گیا ہے...... اور ایسی کتابوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے نیز پانچ سو سے زیادہ صحابہ و تابعین، اور فقہا اور محدثین کے حالات ہیں...... علم تفسیر وحدیث پر تفصیل سے ایک مقدمہ ہے...... جس میں تدوین حدیث اور اصول حدیث پر محققانہ بحث ہے...... ساتھ ہی تفسیر وحدیث میں امام احمد رضا کی مہارت تامہ کا ثبوت اور ان دونوں علوم میں آپ کی تصانیف سے متعدد نمونے ہیں...... ہندو پاک کے جلیل القدر علماء و مشائخ کی تقریظات کتاب کے شروع میں ہیں...... پوری کتاب کی چند فہرستیں الگ الگ بنائی گئی ہیں...... ان میں آیات و احادیث کی فہرست...... عنوانات کی فہرست...... مسائل ضمنیہ کی فہرست...... اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی سینکڑوں کتابوں کی فہرست شامل ہے۔

دس خوبصورت جلدوں میں عمدہ کاغذ وطباعت کے ساتھ منظر عام پر آ گئی ہے۔

نوٹ: جن حضرات نے اس سے پہلے چھ جلدوں کا سیٹ خرید لیا ہے ان کے لئے چار جلدیں علیحدہ دستیاب ہیں۔

مکمل دس جلدوں کا عام ہدیہ (۳۰۰۰) روپے (ہندوستانی)

علوم و معارف کے اس ذخیرہ کو پہلی فرصت میں مندرجہ ذیل پتوں سے مناسب ہدیہ پر حاصل کریں۔

امام احمد رضا اکیڈمی حسین باغ تکیہ کلوشاہ بریلی شریف

جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج عیدگاہ بریلی شریف

دینی، تحقیقی و ملّی خبریں

بریلی شریف میں امام احمد رضا اکیڈمی کا جشن سنگ بنیاد ☆ اعلیٰحضرت پر ۲۶/ویں PHD

ل قبل امام احمد رضا اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا تھا جس کا آغاز کرایہ کی چھوٹی سی عمارت میں ہوا۔ اس قلیل مدت میں مخطوطات ومطبوعات کا ذخیرہ جمع کیا جاچکا ہے۔ ساتھ ہی مقامی اور بیرونی حضرات پر مشتمل فعال مجلس انتظامیہ کی تشکیل اور اس کا رجسٹریشن بھی ہو چکا ہے۔ ماہ جون میں شہر کے اندر محلہ صالح نگر رامپور روڈ پر ایک وسیع اراضی ی گئی جس کی رجسٹری اکیڈمی کے سرپرست امین الملت اور صدر ماء کے اسمائے گرامی سے ہوچکی ہے۔ اور اب ۴ رشوال المکرّم ۲۵ھ/ مبر ۲۰۰۴ کو علماء ومشائخ کی نورانی مجلس میں ادارے کے سنگ بنیاد کی ادا کی گئی۔

اس کا افتتاح تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جشن کی صدارت صدر العلماء رت مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی نے، اور سرپرستی تاج ریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری میاں (دام ظلہما قدس) نے فرمائی۔ شاعر اسلام فاروق مدنا پوری اور محشر بریلوی نے ی کی گذشتہ کارکردگی اور آئندہ کے عزائم سے آگاہی بخشی۔

رین میں حضرت مولانا صغیر احمد صاحب جوکھن پوری اور حضرت مولانا احمد صاحب بریلوی کی اہم تقریریں ہوئیں اور شہر بریلی میں اکیڈمی اہمیت وضرورت پر ان حضرات نے روشنی ڈالی۔ نظامت کے فرائض لانا محمد افضال صاحب رضوی نے انجام دیئے۔

جشن میں ادارہ کے سرپرست اعلیٰ شہزادۂ احسن العلماء امین ملت رت ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ ن آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ نے اپنے دست مبارک سے اس کا بنیاد رکھا اور قوم سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا آج کا دن علمی ودینی اعتبار سے نہایت اہم ہے کہ بریلی شریف میں اپنی ت کے منفرد ادارہ کا سنگ بنیاد ہے یہاں سے امام احمد رضا کی شخصیت ریسرچ وتحقیق کی راہیں کشادہ ہوں گی۔ ریسرچ اسکالرس اور محققین کیلئے ف موضوعات پر مواد جمع کیا جائے گا۔ اکابر علمائے اہل سنت کے علمی کو یکجا کیا جائے گا۔ تصنیف وتالیف اور ترجمہ وتحقیق کیلئے ایک عظیم لائبریری بھی ہوگی۔ آپ نے تعمیر کے ابتدائی مصارف یعنی نقشہ سازی کیلئے اپنی عطائے خسروانہ سے نوازا اور گیارہ ہزار ایک سو گیارہ روپے عنایت فرمائے ساتھ ہی نہایت اہم اعلان فرمایا کہ خانقاہ مارہرہ مطہرہ کے عظیم کتب خانہ کے تمام قدیم ونایاب مخطوطات ومطبوعات کی فوٹو اسٹیٹ ہماری طرف سے اکیڈمی کیلئے پیش کی جائے گی۔ آپ کا یہ اعلان لاکھوں کے عطیہ پر بھاری ہے بلکہ اکیڈمی کے تابندہ ودرخشندہ مستقبل کی علامت ہے وضمانت ہے۔ **فالحمد للّٰہ علی ذلک**

اس موقع پر آپ نے مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی کی اہم تالیف (جامع الاحادیث) پر روشنی ڈالی اور اپنے دست اقدس سے جامع الاحادیث کی مکمل دس جلدوں کا اجراء بھی فرمایا۔ اس کا پہلا سیٹ آپ کے مبارک ہاتھوں سے اکیڈمی کے خاص رکن عالی جناب انجینئر امجد علی صاحب بریلوی نے پانچ ہزار کی خطیر رقم اکیڈمی کو دیکر حاصل کیا۔ یہ کتاب امام احمد رضا کی تین سو کتابوں سے ماخوذ ساڑھے چار ہزار احادیث اور چھ سو آیات کی تفسیر وتشریح اور ترجمہ وافادات رضویہ پر مشتمل ہے۔ اور تقریباً چھ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اکیڈمی کے شعبہ نشر واشاعت کی یہ اولین پیشکش ہے۔ **اللھم زد فزد**

اس موقع پر برادر زادہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا حبیب رضا خاں صاحب بریلوی۔ نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب منانی میاں۔ شہزادہ صدر الشریعہ مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب، مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب بریلوی، مفتی محمد فاروق صاحب بریلوی، مولانا عبد السلام صاحب، مولانا مفتی قاضی شہید عالم صاحب، مولانا مشکور احمد صاحب، مولانا محمد اسحاق صاحب رامپوری، مولانا محمد عمران رضا خاں صاحب منانی میاں، مولانا قاری انوار الحق صاحب دنکوی، مولانا قاری عرفان الحق صاحب سنبھلی، مولانا محمد علی صاحب رضوی، مولانا شہاب الدین صاحب رضوی، حافظ ثناء اللہ صاحب نظیمی، وغیرہم رونق بزم تھے۔ شہر کی متعدد اہم شخصیات اور احباب اہل سنت نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی

(ڈاکٹر محمد افسر رضا خاں۔ ناظم شعبہ نشر واشاعت امام احمد رضا اکیڈمی،

صالح نگر رامپور روڈ بریلی شریف)

☆☆☆☆☆

چراغی پر کند خلوت نشینی

''رضویات'' پر تحقیقی اور تصنیفی کام کرنے والے علماء واسکالرز کے لئے ایک خوشخبری' ...... اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے ۲۶؍ویں پی ایچ ڈی کا رجسٹریشن ہو چکا ہے۔ پیلی بھیت' یوپی' (انڈیا) کی خاتون اسکالر محترمہ آنسہ حامدہ بی نے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پر ''اردو نثر اور مولانا احمد رضا خان'' کے عنوان پر ایم۔ جے۔ پی روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی شریف سے پی ایچ ڈی کا رجسٹریشن حاصل کرلیا ہے اور ان کی تھیسس پروفیسر حامد علی خاں کی نگرانی میں تیزی کے ساتھ تکمیل کے مراحل میں طے کر رہی ہیں۔

☆☆☆

معروف افغان دانشور و محقق عبدالشکور شاد انتقال کر گئے

مرکزی وزیر کے عہدے پر فائز تھے۔ ناقابل تلافی نقصان ہے۔ (کرزئی)

افغانستان کے معروف دانشور محقق، مصنف اور عالم دین علامہ عبدالشکور شاد 83 سال کی عمر میں گزشتہ روز کابل میں وفات پا گئے

''اناللہ وانا الیہ راجعون''

پروفیسر عبدالشکور شاد 1921 میں افغان صوبہ قندھار میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسے تعلیم افغانستان اور بیرون ملک کے مختلف تعلیمی اداروں میں حاصل کی۔ اپنی زبردست قوتِ مطالعہ کی بدولت انہیں بیشتر اجتماعی علوم میں زبردست مہارت حاصل تھی۔ پچیس سال کی عمر میں افغان حکومت نے انہیں پروفیسر کی سند دیکر کابل یونیورسٹی کے زبان شناسی اور ادبیات میں عہدۂ تدریس پر مقرر کر دیا۔ پروفیسر شاد کو پشتو، فارسی، جرمن، روسی، فرنچ، جاپانی، ترکی اردو، ہندی سنسکرت، اور دیگر متعدد مشرقی و مغربی زبان پر مکمل عبور حاصل تھا جبکہ انہوں نے ان زبانوں میں درجنوں اکیڈمک اور تحقیقی مقالات بھی لکھے ہیں۔ استاد رشاد افغانستان کے معروف عالم دین کی حیثیت سے بھی جانے پہچانے جاتے تھے۔ قرآن کریم کی زبان اور گرامر کے بارے میں ان کی تحقیق کو پوری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ استاد رشاد کو افغان حکومت نے 60ء کے عشرے میں اکیڈمیشن کا لقب دیکر ان کی ذات کو ایک علمی اکیڈمی قرار دیا افغان حکومت میں ان کا عہدہ مرکزی وزیر کے برابر تھا اور انہیں دنیا بھر میں افغان حکومتوں کے سرکاری اخراجات سفر کا حق حاصل تھا۔ انہوں نے روس، فرانس، جرمن، جاپان، کی مختلف یونیورسٹیوں میں تدریسی فرائض بھی انجام دیئے تھے۔ جبکہ طالبان دورِ حکومت میں انہیں افغان اکیڈمی آف سائنسز کا چیئرمین بنا دیا گیا تھا۔ مختلف زبانوں میں ان کی غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ ہے جبکہ ان کے علمی مقالات کی تعداد چار ہزار سے زائد ہے۔

علامہ عبدالشکور شاد امام اہلسنت مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ کی دینی و ملی خدمات کے معترف تھے۔ خصوصاً فتاویٰ رضویہ کے فقہی مقام و مرتبہ و اہمیت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آپ کا شمار مسلک اہل سنت و جماعت کے جید علما و محققین میں ہوتا ہے۔ ادارہ اہل سنت کے اس عظیم نقصان پر تمام عوام اہلسنت سے تعزیت کناں ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ افغانستان کے عوام کو ان کا صحیح نعم البدل اللہ عطا فرمائے۔

(آمین) بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

عظیم محقق اور شاعر دکتور حسین مجیب مصری قاہرہ میں انتقال فرما گئے

جامعہ ازہر شریف کے سابق استاذ' معروف ہشت زبان کے شاعر اور ادیب' مصر میں اقبالیات اور رضویات کے مبلغ' گیارہ زبانوں کے ماہر حضرت دکتور حسین مجیب مصری قاہرہ میں ۱۲؍دسمبر ۲۰۰۴ء کو انتقال فرما گئے آپ کی عمر ۹۰؍سال کے قریب تھی اقبال کے متعدد فارسی دیوان کا عربی میں منظوم ترجمہ کیا اور ان پر مقالات بھی لکھتے رہے۔ نیز امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے نعتیہ قصیدہ سلامیہ ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' اردو دیوان (ہردو حصہ حدائق بخشش) کا عربی میں منظوم ترجمہ بھی کیا ہے اس کے علاوہ ان کی شاعری اور شخصیت کے حوالے سے متعدد مقالات بھی عربی میں تحریر کیلئے ہیں جو قاہرہ کے مختلف جرائد و رسائل اور معارف رضا (عربی ایڈیشن) میں شائع ہو چکے ہیں۔ ادارہ کے سرپرست اعلیٰ قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد' نقشبندی صاحب' صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب، نائب صدر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صاحب آفس سیکریٹری طفیل عابد جلالی صاحب نے دکتور مجیب مصری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی ہے۔

...و نزدیک سے......

تعارف مکتوب

مردے از غیب بروں آید کہ کارے بہ کند

...ں کی نیلگوں حدوں کو چھونے والے

...السید وجاہت رسول القادری

...سم سلام لو! ___ مترنّم پیام لو!! ذوالفضل العظیم کا لطف عمیم ... کا نگہبان ہو ___ آب، آتش، خاک، باد ___ انسانی وجود کا ...یں ___ شاید اس لئے انسان کبھی آب سیال کی طرح متحرک ...ہے ___ تو کبھی خاک کی طرح جامد ___ کبھی شعلہ صفت اور کبھی لطافت ونرمی کا پیکر۔ سات آٹھ سالوں تک جنگی پیمانے پر ...ام کرنے والا ___ آپ کا یہ خاکسار ___ سات آٹھ مہینے سے ...ی کے مانند جمود کا شکار ہے ___ نہ مہمیز لگی ___ نہ حرکت آئی ... دل مچلتا ہے ___ ذہن بنتا ہے ___ اور کبھی کبھی فکر وقلم ...سوتے کھلتے ہیں ___ آمد ہی آمد ___ ورود ہی ورود ___ ...یں نم ہو جاتیں ہیں اس وقت ___ جب ان آمد و درود کے دہانے ... ___ مسائل حیات کھڑے ہو جاتے ہیں ___ چٹان بن کر ... ___ آہ! کتنی بے رحم ہوتی ہے ___ شب روز کی کشمکش اس عرصہ ...یں ___ نہ میں نے سلام بھیجا ___ نہ آپ کا پیام آیا ___ آج ...عرات کا دن ___ جولائی کی پہلی تاریخ ___ قیلولے کا وقت ___ گہری سوچوں کا ایک خوفناک پہاڑ ___ چشم تصور کے ...امنے شیر کی طرح دھاڑ رہا ہے ___ غلام جابر شمس مصباحی! تم ...کرتے کیا تھے ___ اب کیا کر رہے ہو؟ ___ گردش حالات ...ے شکستہ دل کیوں ہو؟ اٹھو یہ اشعار پڑھتے ہوئے ___

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میرے سرکاروں کے

ساتھی ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
جھنجھلا پڑنا سر دے پٹکوں چل رے مولا والی ہے

دل بھر آیا ___ جذبات بے قابو ہو گئے ___ ڈائری نکالی، فون لگایا ___ آپ کے در دولت سے پیار بھرے لہجے میں جواب ملا ___ ''سید صاحب گھر پہ نہیں ہیں، آپ موبائل پر رابطہ کریں، نمبر یہ ہے'' لائن نے وفا نہ کی ___ انگیج بتایا ___ قلب افسردہ تو تھا ہی ___ اور پژمردگی چھا گئی ___ لاکھوں دلوں کی راحت ___ نگاہوں کا نور ___ جانوں کی ٹھنڈک ___ دردمندوں کی دوا ___ حضرت علامہ پروفیسر شاہ محمد مسعود احمد حفظہ اللہ الصمد سے رابطہ کیا ___ رنگ ہوئی ___ ریسیور اٹھا آواز آئی ___ ''ایک منٹ'' پھر معاً ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ ___ خیریت تو ہے؟ ___ کیسے ہیں آپ؟؟ کام کی رفتار کیا ہے؟؟'' ان جملوں کی مٹھاس نے کانوں میں رس گھول دیا ___ پھر چند ثانئے برقی تاروں پر عرض وارشاد کی آوازوں کا تبادلہ ہوتا رہا ___ آن لائن اس چھوٹی سی ___ مگر تفصیلی ملاقات نے میرے ذہن کے چھ سات ماہی جمود کو توڑ دیا ___ تن مردہ، تازہ لہو سے سیراب ہو گیا ___ لگا، آ ہوئے گم گشتہ کو پھر سے شاہراہ مل گئی ___ یہ تھا محض ایک خوشگوار احساس ___ رات کی سیاہی پھیلی ___ بچے نیند کی گود

میں گئے ___ فرصت کے لمحات میسر آئے ___ تو یہ سطریں قلم بند ہورہی ہیں ___ پروفیسر محمد مسعود احمد کی شخصیت مہا ساگر کی سی ہے ___ جس میں تعمق ہے ___ تموج ہے ___ تنوع اور زبو قلمونیت ہے ___ زور ہے ___ ظرف ہے ___ ظرافت ہے ___ شرافت، لطافت، فراست، تفکر، تدبر، تحمل، علم خلق ___ کیا کچھ نہیں ہے ___ اس ابن آدم میں جگ ظاہر ہے، پھل دار شاخیں جھکی ہوتی ہیں ___ بجی ہوئی، شرمیلی دلہن کی طرح ___ وہ صدف جس میں موتی ہے ___ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں ہے ___ اور صراحی سرنگوں ہوتی ہے ___ تو پیانے بھرتے ہیں ___ کنارے سے اس ساگر کی گہرائی ___ یا دوسرے پاٹ کا پتا نہیں چلتا ___ کہ اس ایک سمندر میں ___ کتنے سمندر پنہاں ہیں ___ وہ ایک موج اور لہر ___ جس میں ہزاروں موجیں اور لہریں گم ہیں ___ خدا کرے یہ ساگر علمی دنیا کو سیراب کرتا رہے ___ کتب و رسائل کا وہ پیکٹ، ___ جو آپ نے ارسال کیا تھا وہ آج ہی کھلا، ان میں ایک کتاب تھی، آئینہ رضویات (حصہ چہارم) بڑی چاؤں سے کھولا ___ دیکھا ___ اور پڑھا ___ مزہ آیا حظ اٹھایا ___ اس کتاب کے مرتب ہیں، جناب گرامی قدر محمد عبدالستار طاہر جناب طاہر اس اسکول کے طالب ہیں ___ جہاں ناقص، کامل ___ اندھا، انکھیارا ___

کھوٹا، کھرا ___ بے علم، عالم اور بے عمل، باعمل بن جاتا ہے ___ یہ مسعودی اسکول ہے ___ جناب طاہر کی تحریر میں جو سادگی و پرکاری ہے ___ طرز نگارش میں جو ندرت و بانکپن ہے علم و عمل میں جو طہارت و پاکیزگی ہے ___ میرے خیال میں وہ اسی اسکول کا منت کش احسان ہے ___ ارادے بنتے ہیں ___ ٹوٹ جاتے ہیں ___ عزائم بندھتے ہیں ___ بکھر جاتے ہیں ___ مبارکباد کے لائق ___ قابل رشک ہوا کرتے ہیں ___ وہ ___ جن کے عزائم عمل کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں ___ واقعی منتخب ہے ___ خدا کا توفیق یافتہ پھر دنیا پکار اٹھتی ہے:

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

وہ ڈھب اور چھب ___ جو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے صدر ''معارف رضا'' کے مدیر اعلیٰ نے اپنائی ہے ___ کیا ہی من مو ہے ___ جو دیش بدیش ___ مشرق و مغرب ___ کبھی اُدھر ___ کبھی اس اُدھر ___ اس کے اڑان کی اور ہے نہ چھور ___ بدم اڑتا ہی رہتا ہے ___ ہدہد کی طرح ___ امام احمد رضا کی تعلیمات، پیامات، نظریات کی سوغات لے کر ___ یہ سوغات کیا ہیں؟ ___ قسم قسم کی زبانوں میں دین حق کی سچی شناخت ___ روشن پہچان ___ دنیا ___ جو دین کی صحیح صورت حال کے متلاشی ___ ٹوٹ کر قبول کر رہی ہے ___ اور وہ ہدہد، کہیں پھولوں ___ کہیں ہاروں ___ کہیں گلدستوں سے لد ہے ___ پرجوش ___ استقبال کے ساتھ ___ قصہ گو، قصہ کہتے کہتے چپ ہوگیا ___ وہ جو زرا پرے کھڑا تھا ___ آیا ___ پوچھا ___ اے قصہ گو! تو کیوں چپ ہوگیا؟ ___ جواب دیا ___ سننے والے سب سوگئے قصہ کسے سناؤں؟ اس شخص نے کہا قصہ کہتا رہ ___ جان لے کہ قصہ سلاتا ہی نہیں بلکہ جگاتا بھی ___ وہ دانا تھا، جس کا یہ قول نقل ہوا:

ایک طویل مدت تک قصۂ رضا ___ مسلمانوں کے دل و دماغ اور

[illegible]وں کے مطلع پر چھایا رہا ____ درمیان میں کچھ عرصہ خاموشی رہی قصرِ عارفاں، شہر سالکاں ____ سید علی ہجویری کے دیار سے اچانک اٹھا ایک سفید ریش، مرد درویش، حکیم محمد موسیٰ امرتسری ____ ان کی قصہ گوئی کچھ یوں طمطراق سے شروع ہوئی ____ کہ یہاں وہاں، جہاں تہاں سوتے میں سے لوگ اٹھ کر کھڑے ہوگئے ____ جب وہ گئے، تو ڈوبتے سورج کی اپنے پیچھے جگمگاتے ستاروں کی ایک بارات چھوڑ گئے' روشنی کے لئے ______ جو ظلمت کا تعاقب پوری قوت سے کرتی رہی گی _ _ _ _ _ علامہ عبد الحکیم شرف قادری، پروفیسر محمد مسعود احمد' علامہ اقبال احمد فاروقی 'ڈاکٹر مجید اللہ قادری ______ اور سبط رسول، ابن بتول سید وجاہت رسول قادری ارض پاک میں اس روشنی کی مختلف شکلیں ہیں ______ خدا ان اجلی شکلوں کو سلامت رکھے۔

وہ اصحاب علم وعرفان ______ جن کا وجود ایمان وعشق کی کھیتی کے لئے باران ______ بارگاہوں ______ اور آستانوں کا جاروب کش بنادے تو پھر تو جھوم کر کہہ اٹھوں:

خدا خیر سے وہ دن بھی لائے نوری
مدینے کی گلیاں بہارا کروں میں

دل اداس ______ اور ذہن ماؤف ______ جسم حاضر ______ اور دماغ غائب ______ مجھے لکھنا تھا خط ______ دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے غم ہلکا کرنے کے لئے ______ کاغذ اور قلم اٹھایا ______ مگر موضوع کچھ دکھائی نہ دیا ______ صحرا کا مسافر ______ سراب اسکے روبرو۔

بس! مبہم سوچ کا ایک ریلا _ _ _ _ _ جو تھمائے نہ تھمے ______ نوکِ قلم سے اترا ______ اور کاغذ پر آڑا ترچھا پھیلتا چلا گیا ______ غور کیا، تو سوچا، پھاڑ دوں حاضر باش دوستوں نے کہا ____ ،، مت پھاڑو ______ عمدہ ہے ______ بھیج دو ،، سو حاضر خدمت ہے _ _ _ _ _ سید والا شان! قطرہ، سمندر تو نہیں ______ مگر سمندر کا ذرۂ بے مقدار ضرور ہے ______ گوہر،، بحر تو نہیں ______ مگر گوہر بحر سے دور کہاں؟ ______ کتنی یادیں اور باتیں _ _ _ _ چہرے شکلیں اور واقعات ______ جنہیں حال کی آنکھوں نے تا حال سچ مچ دیکھا نہیں ہے _ _ _ _ _ ہماری تھیسس _ _ _ _ _ ہماری تحقیقات _ _ _ _ _ منوں مٹی تلے دبے دفینوں کی تلاش ہے ______ ہمارا علم اگلوں کی باقیات کا رہین منت ہے ______ اس طرح ہماری چھوڑی ہوئی بنیادوں پر ______ آئندہ کی نسلیں اپنے آشیانوں کی تعمیر کریں گی، انشاء اللہ ______ عرض کرنے کو اب کچھ نہیں بشرطِ یاد اپنی بزم احباب میں سلام ـ

فقط والسلام مع الاکرام

غلام جابر شمس مصباحی

☆☆☆

رضویات کی اہم خبر

شیخ جبرئیل حداد دمشق نے علم غیب پر انگریزی میں کتاب تصنیف کی ہے جس میں الدولۃ المکیہ سے اقتباس اور دلائل لئے ہیں۔

ذکروفکرِ رضا............جرائدورسائل کے آئینہ میں

مرتبہ
حکیم قاضی عابد جلالی

☆......ماہنامہ معارف رضا کراچی — اپریل تا جون (سالنامہ) ۲۰۰۴ء

عنوان	مصنف	حوالہ
......مولانا غیاث الدین حسن شریفی رضوی (خلیفہ اعلیٰ حضرت)	مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی	ش۲۴،ص۱۱۶
......امام احمد رضا کا طریقۂ تدریس	سلیم اللہ جندران	ش۲۴،ص۱۲۷
......تحریک پاکستان میں امام احمد رضا بریلوی کا کردار	سید وسیم الدین	ش۲۴،ص۱۳۴
......تحریک ترک موالات پر اعلیٰ حضرت اور پیر مہر علی شاہ کا یکساں موقف	مولانا حافظ عطاء الرحمان قادری	ش۲۴،ص۱۴۲
......سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے	علامہ محمد منشا تابش قصوری	ش۲۴،ص۱۵۳

☆ماہنامہ ریاض العلم، اٹک — اپریل تا اکتوبر ۲۰۰۴ء

عنوان	مصنف	حوالہ
......نعت احمد ہوگئی لب پہ جاری واہ واہ (نعت درزمین محدث بریلوی قدس سرہ)	صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی	ج۳،ش۶تا۱۲،ص۵
......مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ! فاضل بریلوی	صاحبزادہ محمد فاروق القادری	ج۳،ش۶تا۱۲،ص۵۴
......تبصرہ ''انوارِ رضا'' تاجدار بریلی نمبر	صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی	ج۳،ش۶تا۱۲،ص۱۰۶

☆سہ ماہی افکارِ رضا، ممبئی — جولائی تا ستمبر ۲۰۰۴

عنوان	مصنف	حوالہ
......ترجمہ کنزالایمان کا لسانی جائزہ (قسط۱۲)	ڈاکٹر سنبھلی	ج۱۰،ش۳،ص۵
......امام احمد رضا: سوانحی خاکے۔ حصار ذات	ڈاکٹر بیت اللہ قادری	ج۱۰،ش۳،ص۲۵
......اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی	محمد نعیم برکاتی	ج۱۰،ش۳،ص۳۴
......خطیب اعظم مولانا محمد شفیع اکاڑوی اور فکر رضا	علامہ کوکب نورانی اکاڑوی	ج۱۰،ش۳،ص۶۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فول وجهك شطر المسجد الحرام

كشف العلة عن سمت القبلة

۱۳۲۴ھ

قبلہ نما

تصنیف

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ

تقدیم، تحشیہ وترتیب رفع العلہ

مولانا مفتی قاضی شہید عالم رضوی کٹیہاری

ناشر

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل رجسٹرڈ

25 جاپان مینشن ریگل صدر کراچی ۔ پاکستان

مرتبہ

حکیم قاضی عابد جلالی

۲۰۰۴ء

ش ۲۴ ص ۱۱۶

ش ۲۴، ص ۱۲۷

ش ۲۴، ص ۱۳۴

ش ۲۴، ص ۱۴۲

ش ۲۴ ص ۱۵۳

ج ۳، ش ۶ تا ۱۲، ص ۵

ج ۳، ش ۶ تا ۱۲ ص ۵۴

ج ۳، ش ۶ تا ۱۲ ص ۱۰۶

ج ۱۰، ش ۳، ص ۵

ج ۱۰، ش ۳، ص ۲۵

ج ۱۰، ش ۳، ص ۳۴

ج ۱۰، ش ۳، ص ۶۰

پیغامِ رضا اُمتِ مُسلمہ کے نام

فروغِ تعلیم اور اُمتِ مسلمہ کے کامیاب مستقبل کیلئے

امام احمد رضا کا دس نکاتی پروگرام

۱...... عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، با قاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲...... طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

۳...... مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

۴...... طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

۵...... ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و واعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں۔

۶...... حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷...... تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیئے جائیں۔

۸...... شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کی واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کیلئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹...... جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰...... آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں جو وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روز آنہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ : ''آخر زمانے میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا''

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے۔

﴿فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد نمبر ۱۲، صفحہ ۱۳۳﴾